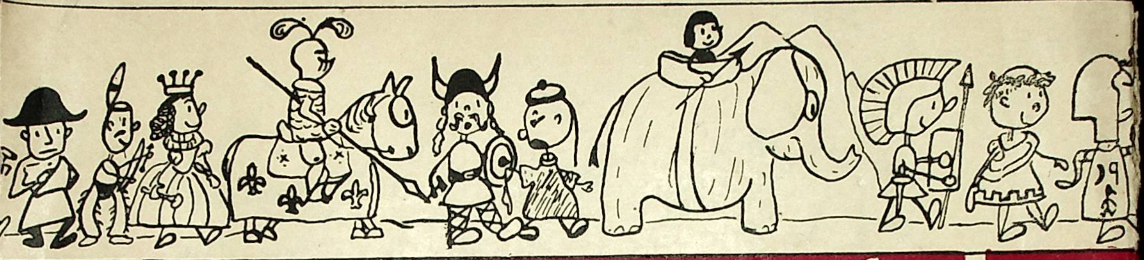

# تاریخ بھی کیا چیز ہے

T.T.F L
No:......2

# تاریخ بھی مزے کی چیز ہے

از

منرو لیف

مترجمہ

عبدالمجید سالک

T.T.F LIBRARY
No. 229

دارالاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation

This is an authorized Urdu translation of

HISTORY CAN BE FUN

by Munro Leaf.



Copyright 1950, by Munro Leaf.



Published by J. B. Lippincott Company,
Philadelphia, Pennsylvania.

THIRD URDU EDITION
PRINTED IN PAKISTAN

طبع سوم ——— ۱۹۶۸ء

تعداد ——— ایک ہزار

مطبع ——— نقوش پریس، لاہور

طابع ——— سیّد امتیاز علی تاج

قیمت ——— ایک روپیہ پچاس پیسے

ناشر

دارُالاشاعت پنجاب لاہور

بہ اشتراک

مؤسسۂ مطبوعاتِ فرینکلن

لاہور ——— نیو یارک




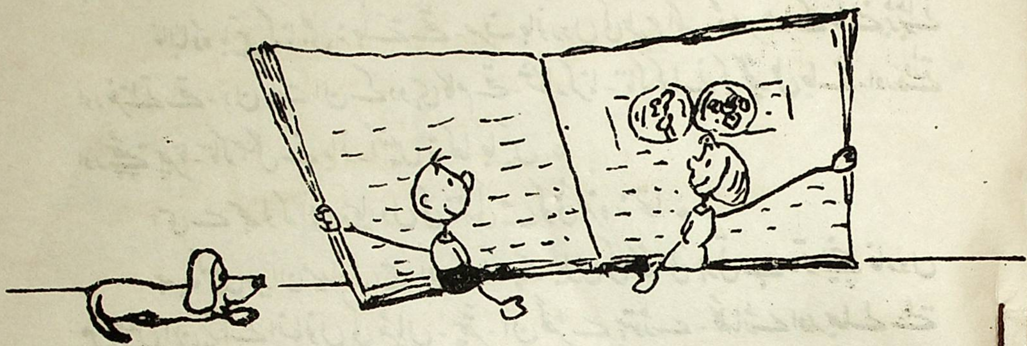

# تاریخ کی کہانی اصل میں کیا ہے؟

## تمہاری کہانی

یہ بات اوّل اوّل تو تمہیں لچر سی معلوم ہوگی۔ لیکن جب سوچوگے تو پتہ چلے گا کہ بات ٹھیک ہے، جو کہانی آج سے ہزاروں سال پہلے شروع ہوئی تھی۔ اور اب تک چل رہی ہے اُس کا ایک حصّہ تو یہ بھی ہے۔ کہ تم کون ہو۔ کہاں رہتے ہو۔ اور روز جو کچھ کرتے ہو، وُہ کیوں کرتے ہو؟

ایک زمانہ تھا۔ جب تُمہارے پڑدادا کے پڑدادا کے پڑدادا کے پڑدادا کے پڑدادا، اور پڑدادی کی پڑدادی کی پڑدادی کی پڑدادی اِس دُنیا میں زندہ تھے۔

وُہ نہ لکھنا جانتے تھے۔ نہ پڑھنا۔ نہ گِننا۔ نہ باغ لگانا جانتے تھے۔ نہ جانور پالنا۔ نہ اوزار اور ہتھیار

بنانا جانتے تھے۔ نہ اُن سے کام لینا ٭

غالباً وہ باتیں کرنا بھی نہ جانتے تھے۔ صرف جانوروں کی طرح ایک دُوسرے کے سامنے بڑبڑاتے اور غرّاتے تھے۔ دِن رات ان کے دو ہی کام تھے۔ شکار کرنا۔ تاکہ کھانے کو کچھ مل جائے۔ اور دوڑتے اور چھپتے پھرنا۔ تاکہ جنگل کے جانور اُنہیں نہ کھا جائیں ٭

اسی سے سمجھ لو کہ ان بیچاروں کی زندگی میں کوئی مزہ نہ تھا ٭

جب کہیں ویران میدانوں میں اُونچے اُونچے ٹیلوں کی کھُدائی ہوتی ہے۔ تو نیچے غاروں میں ہمیں ان پُرانے انسانوں کی ہڈیاں۔ پتھر۔ اَن گھڑے ہتوڑے۔ کلہاڑے اور بھالے ملتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہم کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ لوگ۔ اُن کے بچے اور بچوں کے بچے سالہا سال تک کس طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ کبھی کبھی وہ اُلٹی سیدھی تصویریں کھینچتے تھے۔ ان سے بھی کچھ پتہ چل جاتا ہے۔ لیکن اصلی تاریخ ہمیں اسی وقت جا کر معلوم ہوئی۔ جب مردوں اور عورتوں نے لکھنا سیکھ لیا۔ اور اپنا حال لکھ کر چھوڑ گئے ٭

پُرانے زمانے کے لوگ کیا کرتے رہے۔ اس کا لکھا ہُوا حال "تاریخ" کہلاتا ہے۔ اور



اسی نے تُم کو وُہ بنایا ہے جو آج بنے ہوئے ہو۔ تاریخ آج سے چھ ہزار سال پہلے مصر کے مُلک میں شروع ہوئی تھی۔ جو پاکستان سے ہزاروں میل دُور ہے ٭

ہم ابھی تُم کو مصر کی سَیر کرائیں گے۔ جہاں سب سے پہلی لکھی ہوئی تاریخ دستیاب ہُوئی ہے۔ لیکن ایک پتے کی بات خُوب یاد رکھو۔ کہ کوئی زمانہ ہو۔ کوئی مُلک ہو۔ آج کیا اور چھ ہزار سال پہلے کیا —— لوگ ہمیشہ تین چیزوں کے خواہاں رہے ہیں۔ اور آج بھی ان ہی کے خواہاں ہیں:

کھانا۔

کپڑا۔

مکان۔

اگر یہ تین چیزیں مل جاتی ہیں۔ تو پھر ہم چاہتے ہیں ایسی چیزیں بنائیں۔ اور ایسے کام کریں۔ جن سے ہماری اور ہمارے بچّوں کی زندگی زیادہ خوشگوار ہو جائے ٭

دُنیا بھر کے لوگ یہی چاہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہی چاہتے رہے ہیں ٭

مخلوقات میں سے صرف انسان ہی اوزار استعمال کرتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

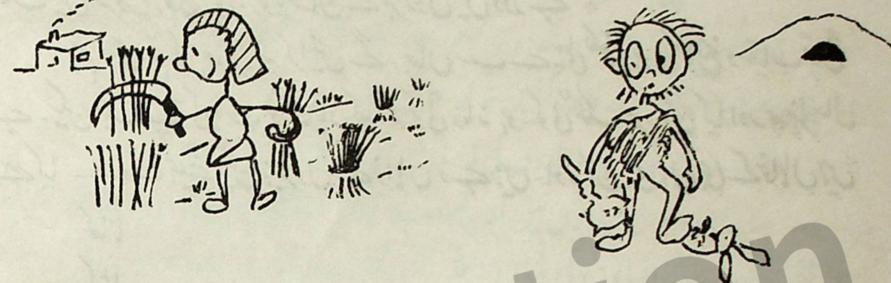

مصر دُنیا میں سب سے پہلا مُلک تھا جس کے لوگوں کو کھانے، کپڑے اور مکان کی کمی نہ تھی۔ اِس لئے انہوں نے مل جُل کر زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے کچھ کام کئے۔ اور ہمارے لئے اپنی زندگی کی کہانی لکھ کر چھوڑ گئے۔

مصر شمالی افریقہ کا ایک مُلک ہے۔ جہاں سال بھر موسم معتدل گرم رہتا ہے۔ وہاں مکانات بنانے کے لئے پتھر، لکڑی اور مٹی کی کمی بھی نہ تھی۔ اِس لئے وہاں کے لوگوں کو کپڑے اور مکان کا کچھ زیادہ فکر نہ تھا۔

مصر کے رہنے والوں کو معلوم ہُوا۔ کہ اگر وُہ مل جُل کر کام کریں۔ اور ایک دُوسرے کے مددگار بن جائیں۔ تو کھانے کے لئے کافی اناج پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے یہی کیا۔

ہر سال ایک مقررہ وقت پر دریائے نیل کا پانی کوئی تیس چالیس فٹ چڑھ جاتا ہے۔ اور کناروں پر سے اُچھل کر دونوں طرف کی وادی میں کوئی چھ سو میل کے علاقے پر بحیرۂ رُوم تک پھیل جاتا ہے۔ جب کچھ دِنوں کے بعد یہ سیلاب اُترتا ہے تو اس ساری زمین پر بہت اچھی کیچڑ کی ایک تہ چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کیچڑ اس زمین کو زرخیز بنا دیتی ہے۔ اور اس میں بڑی اچھی کھیتی ہو سکتی ہے۔ اِس لئے لوگوں نے دِن رات شکار کرنے اور دوڑتے چھُپتے پھرنے کے بجائے اس کیچڑ میں اناج بونا شرُوع کر دیا۔ ہر طرف کھیت لہلہانے لگے۔ اور اتنا اناج پیدا ہُوا۔ کہ وُہ خود بھی کھانے لگے۔ اور



بھیڑ۔ بکریوں اور گایوں کو بھی کھلانے لگے۔

جب کبھی جنگلی درندے آجاتے۔ یہ لوگ مل جُل کر انہیں بھگا دیتے یا مار ڈالتے۔ اور بے خطر زندگی بسر کرتے۔

پھر اُنہوں نے اکٹھے ہو کر بڑی بڑی خندقیں کھودیں۔ بند باندھے۔ اور اُن میں دریائے نیل کا پانی جمع رکھ کر کھیتوں میں دینے لگے۔ تاکہ ان کی فصلیں برابر بڑھتی رہیں۔ اس کو "آب پاشی" کہتے ہیں۔ اور تُم کو معلوم ہے۔ کہ ہم بھی پاکستان کے کئی علاقوں میں اسی طرح آب پاشی کرتے ہیں۔

آپس میں کام کرتے کرتے اُنہوں نے ایک دُوسرے سے باتیں کرنا بھی سیکھ لیا۔ اور جب کئی سو سال گُذر گئے۔ تو ان میں سے بعض نے ایک "تصویری لکھائی" ایجاد کر لی۔ جس میں اُنہوں نے اپنی زندگی کی کہانی سُنا ڈالی۔ اور سُنائی کیونکر؟ پتھروں پر کھود کھود کر۔ دیواروں پر تصویریں کھینچ کھینچ کر۔ پے پیرس کے تختوں پر بُرش یا قلم دوات سے لکھ کر رکھ دی۔ تاکہ لوگ اسے پڑھ لیں۔

پے پیرس مصر میں نرسل کی قسم کا ایک پودا ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس کی پتلی پتلی پتیاں اکٹھی کر کے تختے بنا لیتے تھے۔ اور ان کو اس طرح لپیٹ کر رکھتے تھے جیسے ہم دیواری کیلنڈر کو لپیٹ دیا کرتے ہیں۔ پیپر (کاغذ) اسی پے پیرس سے نکلا ہے۔ پاکستان میں بھی ایک ایسا ہی پودا ہوتا تھا۔ جس کو بھوج پتر کہتے تھے۔ سینکڑوں سال پہلے ہمارے مُلک میں بھوج پتر پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔

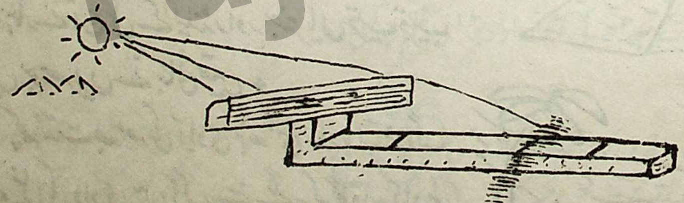

دُنیا کا سب سے پُرانا کلاک

مصریوں کا سائے کا کلاک جو دھوپ گھڑی سے ملتا جلتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

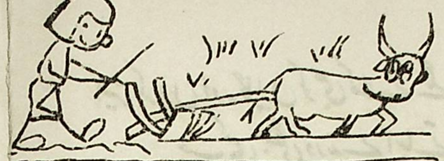

انسان نے کھیتی باڑی میں حیوان سے مدد لینا شروع کی۔ تاکہ انسان اور حیوان دونوں کیلئے اناج پیدا ہو۔

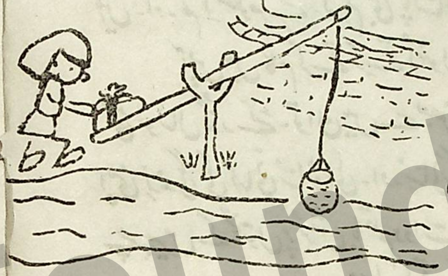

انسان کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے ان گھڑ سی کلیں بنانے لگا

مصر کے مینار

مصریوں نے بہت سی مفید باتیں سیکھیں۔ اور دُوسروں کو سکھائیں ۔

انہوں نے دھات کے اوزار اور ہتھیار بنانے سیکھ لئے ۔

اُنہوں نے کشتیاں بنائیں۔ اور بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کر لیں ۔

اُنہوں نے طرح طرح کی فصلیں بونا اور اناج کا ذخیرہ کرنا سیکھ لیا ۔

وُہ کپڑا بُنتے تھے۔ تصویریں کھینچتے تھے۔ خوبصورت بُت تراشتے تھے۔ گھر کے سامان کی چیزیں اور زیور بناتے تھے ۔

وُہ دریائے نیل کے سیلاب کو باقاعدہ آتے دیکھتے رہے۔ پھر اس بات کا خیال رکھا۔ کہ بعض مقررہ وقتوں پر زمین اور چاند اور سُورج کیونکر حرکت کرتے ہیں۔ کئی سال تک غور کرنے کے بعد اُنہوں نے ۳۶۵ دن کی جنتری بنا ڈالی۔ ہمارے آج کل کے کیلنڈر اور جنتریاں قریب قریب وہی ہیں جو مصریوں نے بنائی تھیں ۔

کچھ مُدّت بعد مصر کی آبادی بڑھ گئی۔ اور اتنے لوگ دریائے نیل کی وادی میں آکر رہنے لگے۔ کہ گاؤں آباد ہو گئے۔ جو بڑھتے بڑھتے شہر بن گئے۔ پھر ان میں ایسے سردار پیدا ہوئے جنہوں نے قاعدے قانون بنا دئے۔ اسی چیز



کو ہم آج کل حکومت یا گورنمنٹ کہتے ہیں ۔

اُس زمانے کے لیڈر مصریوں کے پروہت اور پادری ہوتے تھے۔ جو آج کل کے ڈاکٹروں۔ ججوں اور دفتر داروں کی طرح تھے۔ اور مصری دیوتاؤں کے مندروں میں پُجاریوں کا کام بھی انجام دیتے تھے۔

اس کے بعد طاقت ور اور بہادر لوگ بادشاہ بن کر مُلک پر راج کرنے لگے۔ کچھ مُدت اور گزری تو سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ دُوسرے کمزور بادشاہوں پر بھی حکومت کرنے لگا۔ اس کو شہنشاہ یا فرعون کہتے تھے ۔

پُرانے مصریوں کا عقیدہ تھا۔ کہ لوگوں کو مرنے کے بعد اپنے جسموں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے وُہ اپنے مُردوں کی نعشوں کو کچھ خاص مسالے لگا کر محفوظ کر دیتے تھے۔ اس عمل کو حنوط یا ممی بنانا کہتے ہیں جب وُہ ان مُردوں کو دفن کرتے۔ تو ان کی قبروں پر حفاظت کے لئے پتھر کا ڈھیر لگا دیتے ۔

بہت سے فرعونوں نے اپنی زندگی ہی میں ہزاروں مصریوں کو سالہا سال تک اس کام پر لگائے رکھا۔ کہ پتھروں کے بڑے بڑے انبار اور مینار بنائیں۔ تاکہ اُن فرعونوں کی نعشیں اُن کے نیچے محفوظ رہیں۔ پتھر کے یہ عظیم الشان مینار "اہرام" کہلاتے ہیں۔ اور اب تک مصر میں کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک مینار کوئی پانچ سو فٹ اُونچا ہے۔ اور اس نے تیرہ ایکڑ سے زیادہ زمین گھیر رکھی ہے ۔

فرعونوں نے اپنے مُلک کے لوگوں کو مفید کام کرنے میں مدد نہ دی۔ بلکہ ان کو پتھروں کے مینار بنانے میں لگائے رکھا۔ یہ بڑی بے عقلی کی بات تھی۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ دُوسرے مُلکوں کی فوجوں نے آکر مصر کو فتح کر لیا۔ اور اس کے بعد مصر کی قوت اور بڑائی ختم ہو گئی ۔

مصری اپنے مُردوں کے ساتھ خوراک۔ گھریلو سامان اور غلاموں اور خادموں کے بت بھی دفن کیا کرتے تھے۔

اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کیونکر بسر کرتے تھے۔

Taj Tahir Foundation

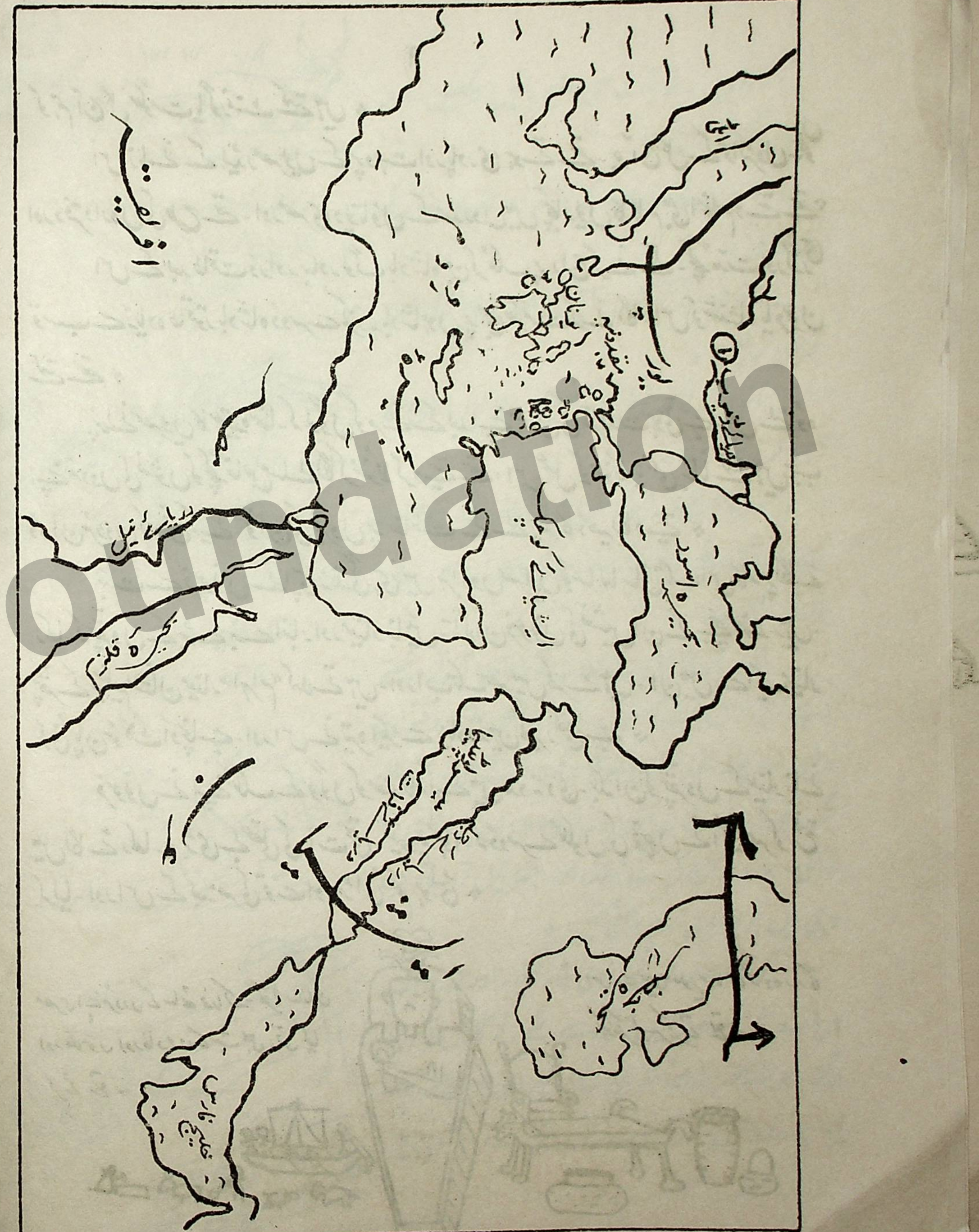




نقشہ دیکھو تو نظر آئے گا۔ کہ مصر سے چند سَو میل دُور ایشیا میں ایک اَور مُلک بھی ہے۔ اس میں زرخیز وادیاں ہیں۔ جن کو دو بڑے بڑے دریا سیراب کرتے ہیں ؁

اِس مُلک کو عراق کہتے ہیں۔ اس کا پُرانا نام تھا میسو پوٹیمیا۔ جس کے معنی ہیں دو آبہ۔ دو دریاؤں کے نام ہیں دجلہ اور فرات۔ یہ دونوں بہتے بہتے خلیج فارس میں جا گرتے ہیں۔ ان دریاؤں کے آس پاس کی زمین کے لوگ بھی اسی زمانے کے قریب جب مصر کے لوگوں نے ترقی کی تھی۔ مل جل کر کام کر کے مہذب ہو گئے ؁

عراق کے رہنے والوں نے بھی مصریوں ہی کی طرح زمین کی آب پاشی کرنا۔ فصلیں اُگانا۔ جانوروں کے ریوڑ پالنا۔ عمارتیں کھڑی کرنا۔ کشتیاں بنانا اور شہر آباد کرنا سیکھ لیا ؁

مصر کے اردگرد تو صحرا اور سمندر تھے۔ جو مصریوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اور دُوسرے قبیلوں کو موقع نہ ملتا تھا۔ کہ اُس مُلک میں آکر اُن کے مال و دَولت کو ہتیا لیں۔ لیکن عراق کی یہ حالت نہ تھی۔ اُس میں اِدھر اُدھر کے لوگ گھُسے چلے آتے تھے۔ عراقیوں کو ہزاروں سال ان لوگوں سے لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ ہر قوم یہی چاہتی تھی کہ اس زرخیز ملک کی حکمراں بن جائے ؁

لیکن اِن لڑائیوں کے باوجود اس مُلک کے اندر اور آس پاس رہنے والے سمیریوں۔ بابلیوں۔ اشوریوں۔ حِطّیوں۔ کلدانیوں۔ سامی عربوں۔ شامیوں۔ عبرانیوں۔ فینیقیوں (کنعانیوں)۔ لُدّیوں میڈیوں اور ایرانیوں نے اپنی عقل اور محنت سے کام لے کر بہُت سے اچھّے اور نئے کام کیے۔ بہُت سی اچھّی اور نئی چیزیں ایجاد کیں۔ جن کی وجہ سے آج ہم بہتر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئے ہیں ؁

یہ لوگ اُن ریگستانوں۔ سمندری ساحلوں۔ پہاڑوں اور چراگاہی زمینوں سے آئے تھے۔ جو عراق کے آس پاس تھیں۔ اس لئے اُنھوں نے ایک دُوسرے کو بہُت کچھ بتایا۔ جس سے نئی نئی مفید باتیں معلوم ہوئیں۔ اور ترقی کے نئے نئے راستے نکلے ؁

پُرانی کہانیوں میں ان قوموں کا ذکر آتا ہے۔ جو تُم نے بھی پڑھا ہوگا۔ ان کے نام تم کو یاد رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن اُنھوں نے ہمارے لئے جو نئی باتیں معلوم کیں۔ وُہ تم کو ضرور یاد رکھنی چاہئیں ؁

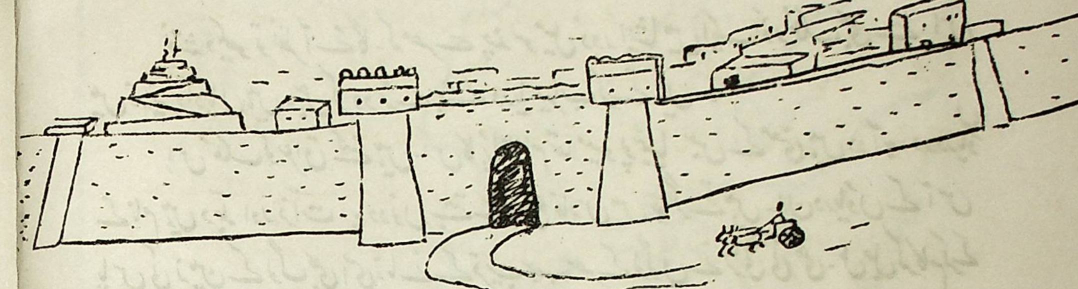

انہوں نے فصیلوں والے بڑے بڑے شہر اور اینٹوں کے مینار بنوائے۔

جن دنوں ان کے درمیان لڑائیاں نہ ہوتی تھیں۔ اور امن امان ہوتا تھا۔ وُہ آپس میں تجارت شروع کر دیتے تھے۔ گائیں اور بھیڑیں دے دیتے۔ اور ان کے بدلے میں مکان بنانے کے لئے لکڑی اور پتھر یا پہننے کے کپڑے یا کھانے کی چیزیں لے لیتے۔ اتنے میں کسی نے پہیّہ ایجاد کر لیا۔ اور لوگوں نے گاڑیاں اور چھکڑے بنا لئے۔ پھر اُنہوں نے جنگلی گھوڑوں کو سدھا کر گاڑیاں کھینچنے کا کام لینا شروع کیا۔ سڑکیں بنائیں۔ دریاؤں پر پُل باندھے۔ اور ایک جگہ سے دُوسری جگہ پیغام پہنچانے کے لئے قاصد تیار کئے۔ یہ گویا آج کل کے ڈاک خانے کا آغاز تھا ۔

یہ لوگ لکڑی کی نُکیلی سلائیوں سے مٹّی کی تختیوں پر لکھتے تھے۔ اور اس قسم کے میخ نما نشان بناتے تھے ۔

کچھ مُدّت گذر گئی تو کنعانیوں نے جو سمندر کے کنارے رہتے تھے اور بُہت باہمّت ملّاح اور تاجر تھے۔ ایک "الف بے" بنائی۔ جو بعد میں ترقّی کرتے کرتے وہی "الف بے" بن گئی جو ہم لکھتے ہیں ۔

یہ "الف بے" بہُت اچنبھے کی ایجاد ہے۔ کسی زبان میں ۲۶۔ کسی میں ۲۸۔ کسی میں ۳۲ ننّھے ننّھے نشان ہیں۔ جن سے ہماری زبانوں کے تمام لفظ لکھے جا سکتے ہیں ۔

اُنہوں نے سُورج۔ چاند اور ستاروں کی چال کو دیکھ دیکھ کر ایسی باتیں معلوم کر لیں۔ جن سے ہم اب تک اپنے علمِ ہیئت میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ ہمارے ہفتے کے سات دن بھی ان ہی نے قائم کئے تھے ۔

اُنہوں نے لوہے کو پگھلانے اور استعمال کرنے کا طریقہ بھی معلوم کیا۔ جس سے وہ چیزیں بن گئیں۔ جو آج کل بھی ہمارے لئے بڑی قیمتی اور مفید ہیں ۔

اُنہوں نے چیزوں کو اور وقت کو ماپنے کا طریقہ معلوم کیا۔ اُون اور رُوئی سے کپڑے بُننا اور ان کو خوبصورت رنگوں سے رنگنا سیکھا۔ اب تک لوگ چیزوں کے ادلے بدلے کی تجارت کرتے تھے۔ جیسے اناج دے دیا۔ اور اس کے بدلے میں گائیں لے لیں۔ لیکن کچھ دیر بعد ان لوگوں نے سکّہ یعنی روپیہ پیسہ بنا لیا۔ پھر یہ بات ہو گئی۔ کہ ایک شخص گائے بیچ کر روپیہ لیتا۔ اور اس رُوپے سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدتا ۔

جنگی بادشاہوں کا کڑا رتھ

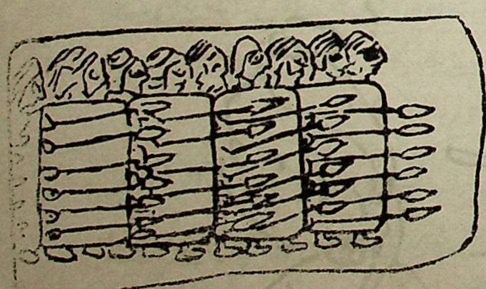

پرانے زمانے کی فوج کی تصویر پتھر پر

Taj Tahir Foundation

تم آج اپنے ماں باپ ۔ اپنے اُستادوں اور پولیس والوں کے بعض حکموں کو سخت سمجھتے ہو۔ اگر تم اُن کو بادشاہوں اور شہنشاہوں کے حکم ماننے پڑتے ۔ جنہوں نے آج سے ہزاروں سال پہلے عراق میں اور آس پاس کے دُوسرے علاقوں میں قانُون بنائے تھے ۔ تو تمہیں معلوم ہوگا ۔ کہ سختی کس کو کہتے ہیں ٭

اب تم کہو گے ۔ کہ مصر اور عراق کی باتیں کرنا بھی ٹھیک ہے ۔ اور ان کے کارناموں کا ذکر بھی مناسب ہے ۔ لیکن میرا اُن سے کیا واسطہ ؟ مَیں ان مُلکوں کا رہنے والا نہیں ۔ نہ میرے دادا ۔ پڑدادا اور نگڑدادا وہاں کے باشندے تھے ٭

ہو سکتا ہے ۔ کہ تمُہاری یہ بات درست ہو ۔ لیکن جب تمُہیں معلوم ہوگا ۔ کہ تمہارے بزرگ کہاں کہاں سے آئے تھے ۔ تو تم حیران رہ جاؤ گے ٭

اپنے ماں باپ سے پُوچھو ۔ کہ ان کے بزُرگ کہاں سے آئے تھے ۔ ان میں سے کوئی کہے گا ایران سے ۔ کوئی بتائے گا عرب سے ۔ کوئی عراق سے ۔ کوئی مصر سے ۔ کوئی وسطِ ایشیا سے ۔ پاکستان میں سیّد ۔ مغل ۔ پٹھان ۔ عرب ۔ ایران ۔ توران سے آئے ۔ شیخ ۔ راجپوت ۔ جاٹ ۔ ہندو ۔ نومسلم اور بے شمار دُوسری قوموں کے بزُرگ ہزارہا سال پہلے وسطِ ایشیا کے اس علاقے سے آئے تھے ۔ جو بحیرۂ خزر کے پاس ہے ٭

بڑے بڑے عالم جوان باتوں پر غور فکر کرتے رہتے ہیں ۔ یہ فیصلہ کر چکے ہیں ۔ کہ پاکستان اور

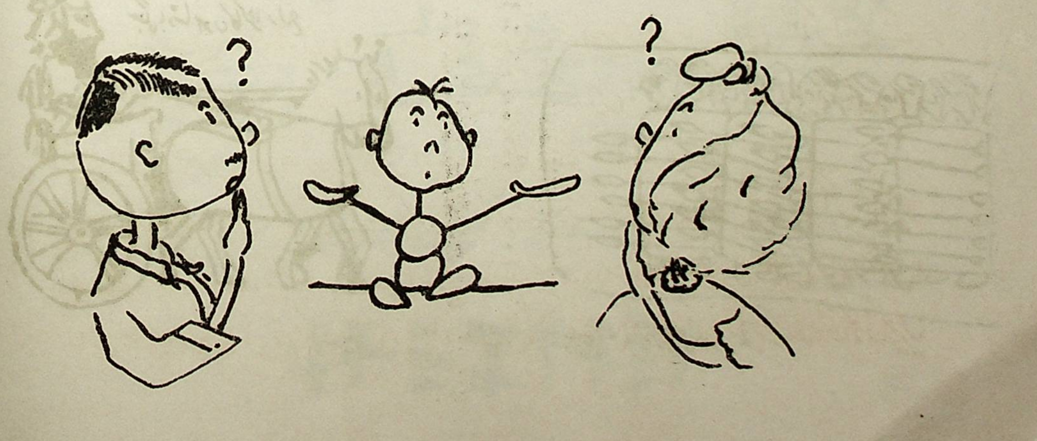



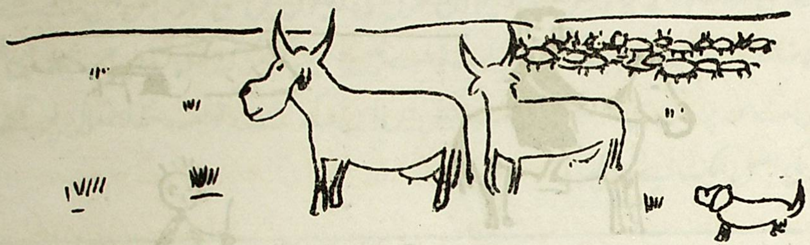

ہندوستان بلکہ یورپ کے مُلکوں کے رہنے والے بھی وسطِ ایشیا ہی سے اِن مُلکوں میں جا کر آباد ہوئے تھے ۔ امریکہ میں انگریز بھی ہیں ۔ فرانسیسی بھی ہیں ۔ جرمن بھی ہیں ۔ آئرلینڈ ۔ ناروے ۔ ہالینڈ ۔ اِٹلی اور بعض دُوسرے مُلکوں کے لوگ بھی آباد ہیں ۔ یہ سب یورپ سے آئے ۔ اور یورپ کے سب لوگ ہزاروں سال پہلے ایشیا سے گئے تھے ٭

یہ سب لوگ ایک ہی دِن میں اندھا دُھند بھاگتے ہوئے دُوسرے مُلکوں میں نہیں چلے گئے تھے ۔ بلکہ اس قدر آہستہ آہستہ گئے تھے ۔ کہ اُنہیں رستے میں ہی صدیاں گذر گئیں ٭

جب یہ بڑے بڑے قبیلے جو ہمارے بزرگ تھے ۔ وسطِ ایشیا کے اُونچے اُونچے اور لمبے چوڑے سبزہ زاروں سے اُتر کر اِدھر اُدھر بکھرنے لگے ۔ تو جانوروں کی گلّہ بانی کرتے تھے ۔ اور ایک جگہ سے دُوسری جگہ گھُومتے پھرتے تھے ۔ ہم ایسے قبیلوں کو خانہ بدوش کہتے ہیں ٭

خانہ بدوش اپنے گلّوں کو ساتھ لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں ۔ تاکہ ان کے جانوروں کو گھاس چارا مِل سکے ۔ یہ لوگ خیموں میں رہتے ہیں جنہیں ساتھ لئے پھرتے ہیں ۔ اور مُدّتیں گذریں اُنہوں نے گھوڑوں کو بھی اپنے مدد کے لئے سدھا لیا تھا ٭

ہم مصر اور عراق کے متعلّق پڑھ چُکے ہیں ۔ کہ ایسے لوگ گھُومتے پھرتے ایک جگہ آ کر آباد ہو گئے تھے ۔ تاکہ کھانے پینے کے لئے اناج ۔ چارے اور دُوسری چیزوں کی فصلیں تیار کر سکیں ٭

خانہ بدوشوں کی خوراک کیا تھی ؟ جانوروں کا گوشت اور دُودھ ۔ اور دُودھ کی بنی ہوئی چیزیں

Taj Tahir Foundation

جیسے مکھن اور پنیر ؀

تم ایک طرح یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ خانہ بدوش گھاس پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر جانوروں کو گھاس کافی مل گئی۔ تو ان کا گوشت اور دُودھ بھی اچھا ہو گیا۔ اور انسانوں کو بھی کھانے کے لئے اچھی چیزیں مل گئیں ؀

جب پُرانے زمانے کے یہ خانہ بدوش بحیرۂ خزر کے علاقے سے نکل کھڑے ہوئے۔ تو ان میں سے کوئی ٹولی کسی طرف کو چل دی۔ اور کسی ٹولی نے کسی طرف کا رُخ کر لیا۔ کچھ لوگ مشرق اور جنُوب کی طرف گئے۔ اور ایران۔ پاکستان۔ افغانستان۔ ہندوستان اور دُوسرے ایشیائی مُلکوں میں آباد ہو گئے۔ کچھ مغرب کی طرف جا کر یورپ کے مُلکوں میں پھیل گئے۔ بہت سے خانہ بدوش ان مُلکوں کے لوگوں کے ساتھ مل جُل کر رہنے لگے۔ اور بعض ان کو فتح کر کے ان پر حکومت کرنے لگے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو برابر آگے بڑھتے گئے۔ اور سارے یورپ اور بحرِ اوقیانوس کے جزیروں میں جا کر آباد ہو گئے ؀

یورپ اور ایشیا کے لوگوں کے بزُرگ قدیم زمانے میں ایک ہی تھے۔ بحیرۂ خزر کے آس پاس رہنے والوں کا رنگ گورا تھا۔ چنانچہ یورپ کے تمام لوگوں کا رنگ بھی گورا ہے۔ ہندوستان۔ پاکستان ایران کے لوگوں کا رنگ بھی افریقہ والوں کی طرح کالا نہیں۔ ان کے بزُرگ بھی گورے ہی تھے۔ جو لوگ ٹھنڈے مُلکوں میں گئے۔ وہ گورے ہی رہے۔ لیکن جو گرم مُلکوں میں آباد ہو گئے۔ اُن کا



رنگ کسی قدر سانولا پڑ گیا۔ پھر یہ بھی دیکھو ان مُلکوں کی زبانوں میں کئی لفظ آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ بہت پُرانے زمانے میں ان کے بزُرگوں کی زبان بھی ایک ہی تھی۔ مثال کے طور پر ماں ہی کا لفظ لو۔ مُختلف مُلکوں میں اس کے لئے جو مُختلف لفظ استعمال ہوتے ہیں ان کی اصل ایک ہے۔ دیکھو:۔

| یُونانی | لاطینی | جرمن | سویڈش | رُوسی |
|---|---|---|---|---|
| میٹر | مارٹر | مٹر | موڈر | ماٹ |
| انگریزی | ہسپانوی | فرانسیسی | ہندی | سنسکرت |
| مدر | مادرے | میرے | ماتا | ماتر |
| | ایرانی | پشتو | | |
| | مادر | مور | | |

چونکہ یہ قدیم زمانے کے خانہ بدوش بحیرۂ خزر سے ہندوستان اور یورپ گئے تھے۔ اس لئے ان کو "انڈو یورپین" (ہند۔ یورپی) کہتے ہیں ؀

اب ہم اس کتاب میں خانہ بدوشوں کے ایک اور دلچسپ گروہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو آوارہ گردی کرتے کرتے بحیرۂ رُوم اور بحیرۂ ایجہ کے کنارے آباد ہوئے۔ اور یُونانی کہلاتے ہیں ؀

معلوم ہوتا ہے جتنی قومیں بھی یورپ میں جا نکلیں وہ اپنے شاعروں اور بھاٹوں کی نظمیں بڑے شوق سے سنتی تھیں۔ جو ان کے بہادر بزرگوں کی شان میں قصیدے گایا کرتے تھے۔

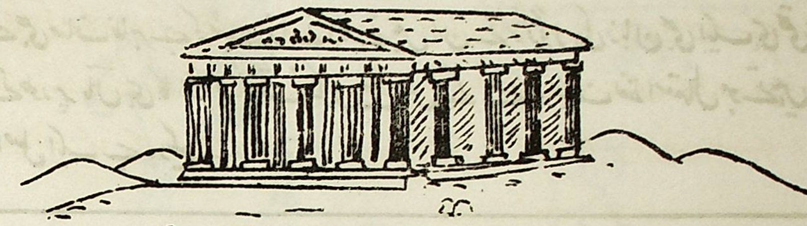

کبھی کبھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ بعض شخص یا بعض گروہ اتنی بڑائی کے رُتبے پر کیونکر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ دُوسرے لوگوں کی زندگیاں بھی ان ہی کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔ دُوسرے لوگ ان بڑے آدمیوں کے طور طریقوں پہ چلنے لگتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عقل گواہی دیتی ہے۔ کہ وہی طور طریقے ٹھیک ہیں۔ دُنیا میں ایک بُہت بڑی قوم گذری ہے۔ جس نے دُنیا کو بُہت سے حیرت انگیز کام سکھائے۔ اور ٹھیک سوچنے کی راہ پر بھی ڈالا۔ اس قوم کو "قدیم یُونانی" کہتے ہیں ٭

اُن کی بڑائی کا سبب یہ نہ تھا۔ کہ وُہ گنتی میں بُہت سارے تھے۔ یا شرُوع ہی میں بڑے طاقتور تھے۔ بلکہ سچ بات یہ ہے۔ کہ جس زمانے میں "قدیم یُونانی" اعلےٰ درجے کی سُوجھ بُوجھ کی باتیں کرتے تھے۔ اور دُنیا کو اعلےٰ درجے کی خوبصورت چیزیں بنانا سِکھا رہے تھے۔ اُس وقت اُن کی قوم بُہت چھوٹی سی تھی ٭

بے عیب ذات خدا کی ہے۔ ان پُرانے یُونانیوں میں بھی بعض عیب تھے۔ اُنہوں نے بعض بڑی بڑی غلطیاں کیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ آخر وُہ بہت کمزور ہو گئے۔ اور سیکڑوں سال تک دُوسرے ان پر راج کرتے رہے۔ لیکن جب تک وُہ اچھے کام کرتے رہے اور اچھی باتیں سوچتے رہے۔ اُنہوں نے بڑی بڑی مفید اور عقل کی باتیں سکھائیں۔ جن سے ہم نے تم نے اور دُنیا نے فائدہ اُٹھایا ٭

جب وُہ پہلے پہل دریائے ڈینوب کے آس پاس کے شمالی علاقوں سے پھرتے پھراتے اُن پہاڑیوں۔ وادیوں اور جزیروں میں پہنچے جن کو آج ہم یُونان کہتے ہیں۔ تو یُونان کے اصلی باشندوں نے



دیکھا۔ کہ وُہ وحشی۔ اُجڈ۔ اکھّڑ اور گنوّار سے خانہ بدوش لوگ ہیں۔ لیکن ان خانہ بدوشوں میں اتنی عقل ضرور تھی۔ کہ جو کام ان کو اچھے معلوم ہوئے۔ اور جو چیزیں اُن کو مُفید نظر آئیں۔ ان کو سیکھنے اور قبول کرنے پر تیار ہو گئے۔ وُہ سُست اور کاہل نہ تھے۔ چنانچہ تھوڑی ہی مدّت میں اُنہوں نے پُورے مُلک پر اور بحیرۂ ایجہ کے جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ یہ بحیرۂ ایجہ بحیرۂ رُوم ہی کا ایک حِصّہ ہے ٭

جو لوگ سیکڑوں سال سے ان جزیروں میں رہتے چلے آئے تھے۔ اُنہوں نے بُہت سی اچھی اور خوب صُورت چیزیں بنائی تھیں۔ اور مصر اور عراق کے مہذّب مُلکوں کے درمیان جہاز رانی اور تجارت کر کے بڑا فائدہ اُٹھایا تھا۔ مگر ان نئے خانہ بدوشوں نے اس میں سے بُہت کچھ توڑ پھوڑ کر تباہ کر دیا۔ لیکن کچھ مُدّت کے بعد ان ہی یُونانیوں نے جو اپنے آپ کو ہلینی کہتے تھے۔ خوبی، خُوبصورتی اور عقل و فکر کی قدر کرنا سیکھ لیا۔ اور جو کُچھ وہ پہلے توڑ پھوڑ کر تباہ کر چکے تھے۔ اُنہوں نے اُس کی ساری کمی پُوری کر دی۔ بلکہ اس سے بُہت زیادہ خود بنا دیا ٭

آج سے ہزار سال پہلے کا یُونانی جہاز

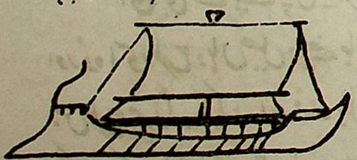

وُہ بڑے اچھے جہاز ران بن گئے۔ اور اپنے کاری گروں کی بنائی ہوئی چیزوں کو جہازوں میں لاد کر بحیرۂ رُوم کے ہر مُلک میں تجارت کرنے لگے۔ بعض جہاز رانوں نے اس سمندر کے دُور دراز

Taj Tahir Foundation

کناروں پر پہنچ کر نئے شہر۔ نئے قصبے۔ اور نئی بستیاں آباد کر دیں + کچھ مدّت کے بعد فرانس۔ اٹلی اور رُوس میں بحیرۂ اسود کے کناروں پر اور ایشیائے کوچک تک یُونانیوں کی بستیاں پھیل گئیں + یہ لوگ سادہ اور خُوب صُورت چیزوں کی قدر کرتے تھے۔ اُن کے کارِیگر پتھر کے بہترین بُت تراشتے تھے۔ اور ان کے معمار اور مستری ایسی خوب صُورت عمارتیں اور ایسے شاندار مندر بناتے تھے۔ کہ ہم بھی آج تک اُن کی نقل کر رہے ہیں ÷

اُنھوں نے اپنی "الف بے" لکھنے میں حرکات (زبر۔ زیر۔ پیش) کو بھی داخل کیا۔ اور اپنی زبان کو لفظوں کی تصویروں سے اتنا وسیع کر لیا۔ کہ ان کی لکھی ہُوئی کہانیاں۔ نظمیں اور گیت سینکڑوں سال تک لوگوں کے لئے نمُونہ بنے رہے۔ یہاں تک کہ آج کل بھی جو لوگ تمہارے لئے اچھی اچھی چیزیں لکھتے ہیں۔ وہ بھی اُن ہی کی پیروی کرتے ہیں ÷

اُن ہی نے پہلے پہل تھیٹر کی بُنیاد رکھی۔ اور وُہ اسی طرح وہاں کھیل دیکھنے جایا کرتے تھے۔ جس طرح ہم لوگ کرکٹ اور فٹ بال کے میچ دیکھنے کے لئے جوق جوق جاتے ہیں ÷

یونانی گلدان دُنیا بھر میں بہترین تھے۔

انہوں نے دُنیا کی بہترین کہانیاں لکھیں۔

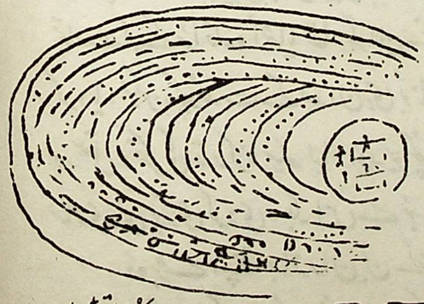

یونان کا کھلا تھیٹر

ایکٹروں کے مصنوعی چہرے



اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ جن لوگوں کے جسم صحت مند اور مضبُوط ہوں۔ اُن کے دماغ بھی صحت مند اور دانا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وُہ ان کھیلوں کو بُہت پسند کرتے تھے جن سے جسم مضبُوط ہو جائیں + آج کل جو "اولمپک کھیل" کھیلے جاتے ہیں۔ وُہ یُونانیوں نے ہی شرُوع کئے تھے ÷

تاہم اُنھوں نے سب سے بڑا یہی سبق سِکھایا۔ کہ اپنے ذہن اور دماغ کو کام میں لاؤ۔ ہر چیز کے متعلّق سچّائی معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ سائنس سیکھو۔ حکومت کرنے کا فن سیکھو۔ اور جن بے شمار لوگوں سے دُنیا آباد ہو رہی ہے اُن کے بھلے کی باتیں سوچو ÷

مصر اور ایشیا میں عام لوگوں پر بادشاہوں۔ فرعونوں اور شہنشاہوں کا راج تھا۔ جو ان پر حُکم چلاتے تھے۔ یعنی صرف چند آدمی باقی بے شمار آدمیوں کو یہ بتاتے تھے۔ کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔ اور زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیئے۔ سب سے پہلے یُونانیوں نے دُنیا کو یہ سمجھایا۔ کہ ہم میں سے ہر انسان ایک مرتبہ رکھتا ہے۔ اور زندگی بسر کرنے کے طریقوں کے متعلق اس کو بھی رائے دینے کی اجازت ملنی چاہیئے ÷

ان کا خیال تھا۔ کہ اگر ہر شخص دوسروں کی مدد کرنے پر آمادہ ہے۔ اگر ہر شخص عقل مند۔ بہادر اور وفادار بن کر ہم سب کو خطرے سے بچانے میں حصّہ لینے کے لئے تیار ہے۔ تو ہر شخص کو برابر کا حق ہے۔ کہ اپنے مُلک کے لئے قانون اور قاعدے بنانے میں حصّہ لے ÷

اِس کتاب میں آگے چل کر ہم بتائینگے۔ کہ یُونانیوں کے اسی خیال سے انگریزوں اور امریکنوں نے یہ سیکھا۔ کہ ہر شخص کو رائے دینے کا حق ہے۔ کسی بادشاہ۔ کسی فرعون اور کسی شہنشاہ کی ضرورت نہیں۔ مُلک کے لوگوں کو اپنے رہبر خود چُننے چاہئیں ÷

دُنیا کی تاریخ کو پڑھتے جاؤ، تم کو معلوم ہوگا۔ کہ کوئی

Taj Tahir Foundation

ایک قوم کچھ مُدّت کے لیئے دُوسری قوموں پر حکومت کرتی ہے - پھر اُس سے سخت غلطیاں ہو جاتی ہیں - جن کی وجہ سے حکومت اُس کے ہاتھ سے چھن جاتی ہے - اور کوئی دُوسری قوم اُس کی گدّی سنبھال لیتی ہے +

اِسی طرح یُونانیوں نے بھی بڑی غلطیاں کیں - نتیجہ یہ ہُوا - کہ اُن کی جگہ رومن قوم حکمران اور رہنما بن گئی +

رُومیوں کے متعلق بات چیت کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے - کہ ہم یُونانیوں کی سب سے بڑی غلطی بھی بتا دیں + وُہ بہت سی باتوں میں بڑے عقل مند تھے - لیکن ایک بڑا عیب تھا جس نے اُن کو برباد کر دیا + وُہ عیب یہ تھا کہ یُونان کے چھوٹے حصّے اور صوبے ایک دُوسرے سے مل کر رہ نہ سکتے تھے + پاکستان کے سب صُوبوں کو مُتحد رہنا چاہیئے - اور یُونانیوں کی غلطی سے بچنا چاہیئے +

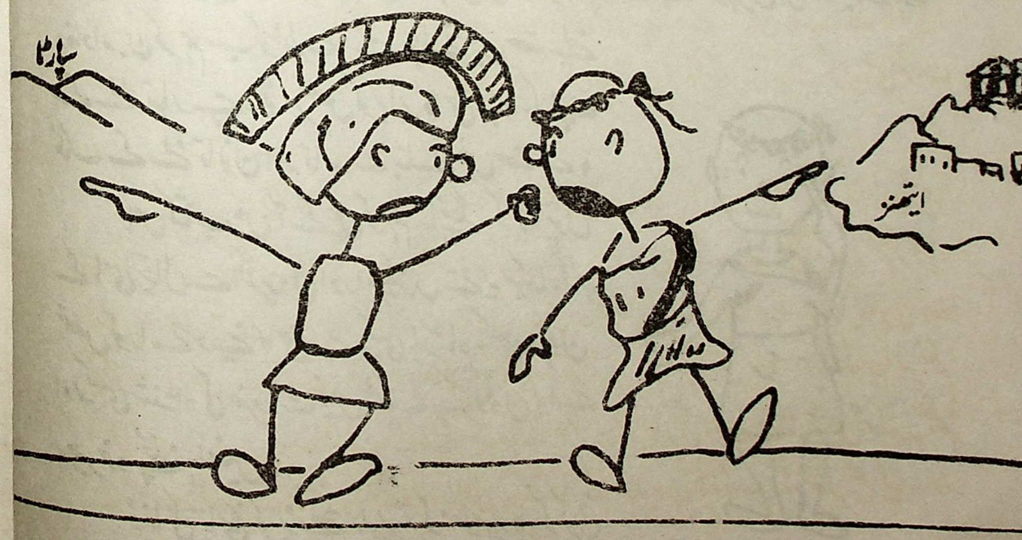




سکندر ابھی لڑکا ہی تھا کہ اس نے یونانیوں کے طور طریقے سیکھ لیئے اور بعد میں ان کو پوری سلطنت میں پھیلا دیا -

ہر یُونانی شہر اور اُس کے گرد و نواح کا علاقہ اپنے آپ پر خود حکومت کرتا تھا - ایتھنز میں ایک الگ حکومت قائم تھی - سپارٹا - کورنتھ - تھیبس اور کوئی ایک سَو دُوسرے شہروں کا بھی اپنا اپنا راج تھا - یہ سب لوگ ایک ہی بولی بولتے تھے - اور جب کوئی باہر کا مُلک اُن پر حملہ کرتا - جیسے ایرانیوں نے دو دفعہ کیا - تو وُہ بڑی حد تک اکٹھے ہو جاتے تھے - لیکن جب حملے کا کوئی خطرہ نہ ہوتا - تو اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے - کہ ان شہری حکومتوں میں سے کون سی حکومت کو سب پر راج کرنے کا حق ہے +

جس طرح کسی خاندان میں بھائی اور بہنیں آپس میں لڑنے لگیں تو اُن سب کو نقصان پُہنچتا ہے - اسی طرح یُونانی آپس میں خوب جنگ کرتے رہے - اور اسی جنگ نے ان سب کو ختم کر دیا + شمالی پہاڑیوں میں ایک مُلک تھا مقدونیہ - اس کے ایک سردار نے جس کا نام فلپ تھا یُونان پر دھاوا کیا - اور یُونان کے سارے شہروں کو ملا کر حکم دیا - کہ اب تم سب پر میرا راج ہوگا - اور تم کو میرا ہر حکم ماننا پڑے گا + اس کے بعد فلپ کے بیٹے سکندر نے جو اپنی بڑائی کی وجہ سے تاریخ میں سکندرِ اعظم کے نام سے مشہور ہے - یُونانیوں اور یُونانی بولی بولنے والے مقدونیوں کا ایک جرّار لشکر جمع کیا - اور

Taj Tahir Foundation

قریب قریب ساری دُنیا فتح کرلی یعنی وُہ دُنیا جس کو اُس وقت کے لوگ جانتے تھے + اُس نے مصر عراق - ایران - پورا ایشیائے کوچک - بحیرۂ رُوم کے جزیرے اور بستیاں بھی فتح کرلیں + سکندرِ اعظم کچھ مُدت تک تو سب پر راج کرتا رہا - اور اُس نے لاکھوں انسانوں کو یُونانی طور طریقے سکھلائے لیکن زندگی نے اس سے وفا نہ کی - وہ چند سال راج کرنے کے بعد مرگیا - اور اُس کے جرنیلوں نے یہ سارے مُلک آپس میں بانٹ لیئے ؛

اب ہم رُومیوں کا حال بیان کرتے ہیں - کہ وُہ لوگ کون تھے - اُنھوں نے وہ کون سے کام کیئے جن کا اثر دُنیا پر آج تک ہے - اور پھر اُنھوں نے کیا کیا غلطیاں کیں - جن کی وجہ سے وُہ لوگوں کے حکمران اور سردار نہ رہے ؛

قدیم دُنیا کے نقشے پر پھر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا - کہ بحیرۂ رُوم کے مغربی حصے میں ایک مُلک ہے اِٹلی - جو پُرانے زمانے کے اس مشہور سمندر میں ایک فُل بُوٹ کی طرح رکھا ہے + جس زمانے میں پہلے یُونانی خانہ بدوش یُونان میں داخل ہو رہے تھے - اُسی زمانے کے لگ بھگ دُوسرے "انڈویوربی"

خانہ بدوش اس فُل بوٹ کے درمیانی حصے میں اُتر آئے - یہاں موسم خوشگوار تھا - اور دُھوپ خُوب چمکتی تھی - اُنھوں نے اس زرخیز زمین میں خُوب کھیتی باڑی کی - لیکن جب اُنھوں نے دریائے ٹائبر کے کنارے رومہ کا شہر بسایا - جب کہیں جاکر اُنھیں تسلّی کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہُوا + اُس پاس کے بعض لوگ حسد کے مارے رومہ پر ہر وقت تاک لگائے رہتے تھے - شمال میں ایٹرسکن تھے - جنوب میں یونانی آبادکار رہتے تھے - اور شمالی افریقہ میں کارتھیج کے لوگ تھے - جو بحیرۂ رُوم کے پار رہتے تھے ؛

یہ لاطینی بڑے دلیر اور محنتی کاشت کار تھے - سالہا سال کی محنت سے یہ بہت طاقتور ہوگئے اُنھوں نے بعض پڑوسی قوموں کو اپنا دوست بنایا اور حسد کرنے والے ہمسایوں کو فتح کرلیا - اس لیئے رومہ کا شہر رفتہ رفتہ بہت مضبوط ہوگیا - وُہ یُونانیوں کی تعریف کرتے تھے - اور بہت سے کاموں میں ان کی نقل کیا کرتے تھے - چنانچہ وُہ بھی یُونانیوں ہی کی طرح دستکار اور سوداگر بن گئے ؛

شمالی افریقہ کے ملک کارتھیج پر مُدتوں پہلے کنعانیوں نے ڈیرے جمالیئے تھے - یہ لوگ بحیرۂ رُوم کے مشرقی کنارے اور عراق کے قریب سے آئے تھے - اور رومیوں کے طاقت پکڑنے سے پہلے وُہی پُرانی دُنیا کے مغربی حصے میں جہازرانی اور سوداگری کرتے تھے ؛

کارتھیج اور رومہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی - کارتھیج والوں کا ایک جرنیل تھا "ہنی بال" جس نے فوج لے کر ایلپس پہاڑ کو عبور کیا - اور اٹلی والوں پر جا پڑا + اُس نے رُومیوں کو خوب مارا - لیکن آخر میں فتح کا سہرا رومہ ہی کے سر بندھا - رومیوں نے کارتھیج کو بالکل تباہ کر ڈالا + جس زمانے میں مشرقی بحیرۂ رُوم کے تین حصے آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے - مغرب میں رومہ کی طاقت سب سے بڑی تھی - سکندرِ اعظم کی لمبی چوڑی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر جرنیلوں میں بٹ گئی تھی - اور بے حد کمزور ہو چکی تھی + ابھی زیادہ مُدت نہ گذری تھی - کہ رُومیوں نے خشکی اور تری کے راستے مشرق کی طرف بڑھنا شروع کیا - اور بحیرۂ رُوم کے سارے مُلکوں کے حاکم بن گئے ؛

یہ سچ مچ اچنبھے کی بات ہے - کہ ایک سیدھی سادی کاشتکار قوم نے کس طرح اپنے شہر روما کی سلطنت قائم کی - اور وُہ کس طرح اتنی طاقت ور ہوگئی - کہ پُرانے زمانے کی پُوری دُنیا پر اپنا حکم

Taj Tahir Foundation

چلانے لگی ۔

رومیوں کو جس بات نے بڑا بنایا ۔ وہ یہ تھی ۔ کہ وہ دوسروں کی غلطیوں سے سبق حاصل کرنے کی سمجھ بوجھ رکھتے تھے ۔ اچھی باتوں کی نقل کر کے فائدہ اٹھاتے تھے ۔ اور جو طریقے برے اور نقصان پہنچانے والے تھے اُن کو چھوڑ دیتے تھے ۔ اس کام میں بھی انہیں کبھی کبھی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ ان میں بڑے بڑے طاقتور لوگ اور سردار موجود تھے ۔ جن میں سے بعض برے تھے اور بعض اچھے تھے ۔ بعض بد دیانتی اور خود غرضی سے بڑے دولت مند ہو گئے ۔ بعض بڑے بے درد اور ظالم تھے ۔ وہ غریب آدمیوں کی زندگی کو اچھا بنانے کی کوشش نہ کرتے تھے ۔ بلکہ کبھی کبھی اُن کو ایسے مکروہ تماشے دکھاتے تھے ۔ جن کو دیکھ کر اُن کے دل اور بجھ جاتے تھے ۔ لیکن چونکہ رومیوں میں اچھے آدمی بھی تھے ۔ اس لئے سیکڑوں سال تک دُنیا کی حالت پہلے سے بہت اچھی رہی ۔ اُن بہترین رومیوں نے دنیا کو تین بڑی قیمتی باتیں سکھائیں ۔ جن پر آج کل کے بہترین آدمی بھی عمل کرتے ہیں

رومیوں نے جو تین بڑے بڑے تحفے دُنیا کو دِئے ۔ وہ یہ ہیں :-

۱ ۔ انسان کے حقوق ۔

۲ ۔ قانون کے ذریعے انتظام قائم رکھنا ۔

۳ ۔ دُنیا میں اکیلے ہمیں نہیں رہتے ۔

(۱)

رومیوں نے پُرانے یونانیوں سے یہ بات سیکھی تھی ۔ کہ ہر زمانے میں انسان یہ محسوس کرتے رہے ہیں ۔ کہ ہم بھی اہمیت رکھتے ہیں ۔ اور اپنی زندگی کے معاملات میں ہماری رائے بھی پوچھنی چاہیے رومیوں کے عقل مند رہنماؤں نے انہیں سکھایا ۔ کہ تم کو اپنے ملک پر فخر کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ تمہارا اپنا ملک ہے ۔ اور اگر تم اپنے نمائندے ٹھیک طور سے چنو گے ۔ تو گویا اپنے ملک کی مدد کرو گے ۔ رومیوں نے بہت سے ملکوں کی اچھی باتوں کو اختیار کیا ۔ اچھے کاموں کی نقل کی ۔ اور اُن کو پہلے سے زیادہ اچھا بنایا ۔ علم ۔ فن ۔ عمارت ۔ حکومت غرض ہر بات میں اُنہوں نے اپنی تہذیب کا اثر دور دور



پھیلا دیا ۔ اور ہمیشہ اپنے رومی ہونے پر فخر کرتے رہے ۔

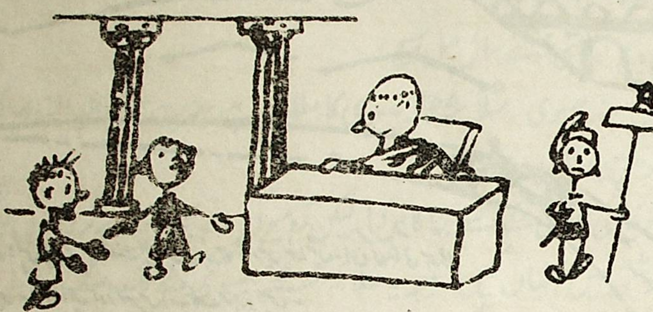

ٹھیک مقدمے اور انصاف

(۲)

سب سے بڑا تحفہ جو رومیوں نے دُنیا کو دِیا وہ قانون تھا ۔ اُن کا عقیدہ یہ تھا ۔ کہ اگر دُنیا کے لوگ ایک دوسرے سے شریفانہ برتاؤ کے قاعدوں کی پابندی کریں ۔ تو سب مزے میں رہینگے ۔ یہ قاعدے بالکل درست اور منصفانہ ہونے چاہئیں ۔ اور سب کو ان کی پابندی کرنی چاہیے ۔ خواہ بعض لوگ ان کو پسند کریں یا نہ کریں ۔ اچھے رومیوں کا خیال تھا ۔ کہ جو لوگ تعلیم حاصل کریں ۔ اور عقل مند بن جائیں ۔ ان کو حق حاصل ہونا چاہیئے ۔ کہ قاعدے اور قانون بنائیں ۔ اور لوگوں سے ان کی پابندی کرائیں ۔ شہری سپاہیوں کے رومی لشکر انگلستان سے لے کر مصر تک ساری قدیم دُنیا میں خشکی اور تری کے راستے چکر لگاتے تھے ۔ اور ان قاعدوں قانونوں کی پابندی کراتے تھے اس سے پہلے دُنیا لڑائی جھگڑوں اور فسادوں سے ڈری اور سہمی رہتی تھی ۔ لیکن جب رومیوں کی حکومت نے قانون کی پابندی کرائی ۔ تو امن اور انتظام قائم ہو گیا ۔ اور دُنیا نے خوشی کا زمانہ دیکھا

Taj Tahir Foundation

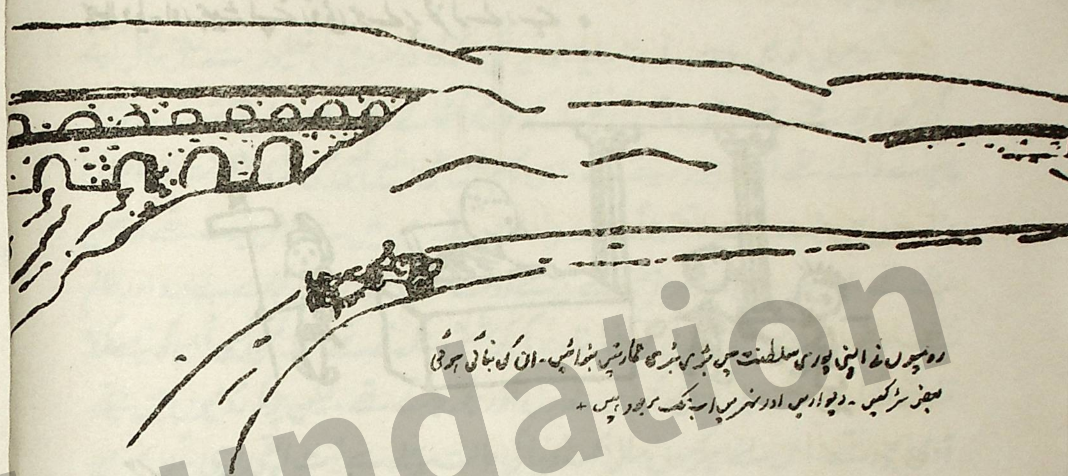

رومیوں نے اپنی پوری سلطنت میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ ان کی بنائی ہوئی بعض سڑکیں۔ دیواریں اور نہریں اب تک موجود ہیں +

(۳)

رُومی آج کل کے بعض لوگوں سے بھی زیادہ اچھی طرح یہ بات جانتے تھے۔ کہ دُنیا میں اکیلے ہیں نہیں رہتے۔ وُہ جانتے تھے کہ اگر دُنیا کے ایک حصّے میں فساد جنگ یا ابتری پھیل جائے۔ تو اس کا اثر جلد یا دیر سے دُوسرے حصّوں پر بھی پڑے گا + یہی وجہ ہے۔ کہ وُہ نئے نئے مُلکوں میں جاتے۔ اور ان میں قانون کی حکومت قائم کرتے۔ تاکہ لوگ امن امان کی زندگی بسر کر سکیں + وُہ بڑے سیانے تھے۔ اور خُوب جانتے تھے۔ کہ سب قومیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ اس لئے وُہ اُن سے یہ کہتے۔ کہ اپنے لئے آپ ہی بہتر قانُون بنالیں +

ایک بات میں رُومی اپنے سے پہلے حُکمرانوں سے مختلف تھے۔ جب تک لوگ شرافت کے ساتھ رہتے۔ اور کوئی شرارت نہ کرتے۔ رُومی اُنہیں اجازت دیتے۔ کہ جس مذہب پر چاہیں قائم رہیں۔ اور جس طرح چاہیں عبادت یا پُوجا پاٹ کریں +

حضرت عیسےٰ علیہ السّلام رُومیوں کی سلطنت کے ایک دُور دراز حصّے میں پیدا ہوئے۔ یہ حصّہ فلسطین میں واقع تھا۔ اور یہودیہ کہلاتا تھا۔ حضرت عیسےٰ اور اُن کے حواریوں نے لوگوں کو خدا



کی طرف بُلایا۔ اور ان ہی سے عیسائی مذہب چلا۔ جس پر مغربی دُنیا کے کروڑوں لوگ عقیدہ رکھتے ہیں + رومہ۔ اٹلی اور یورپ کے اکثر مُلکوں نے شروع ہی میں عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔ اب ہم تاریخ میں دو قسم کے سال گنتے ہیں :۔

اوّل۔ ق۔ م (یعنی اتنے سال قبل مسیح)

دوم۔ فلاں سنہ عیسوی۔ مثلاً ۱۹۵۵ء عیسوی کا مطلب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ایک ہزار نو سو پچپن سال بعد +

رومہ نے دُنیا کی بھلائی کے لئے بڑا کام کیا۔ لیکن رُومیوں نے بھی دُنیا کے کروڑوں لوگوں کو قابُو میں رکھنے کی کوشش میں غلطیاں کیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ۵۰۰ء عیسوی کے لگ بھگ رُومیوں کی لمبی چوڑی اور مضبوط سلطنت ٹوٹ پھُوٹ گئی۔ اور یورپ کے شمالی ملکوں سے وحشی اور اکھڑ اور جاہل قبیلے رومہ پر قبضہ کر کے اس کے حاکم بن گئے + رومہ کے لوگ بڑے خود غرض ہو گئے تھے۔ صرف عیش عشرت اور کھیل تماشوں میں پڑے رہتے۔ اور ایک دُوسرے کے بھلے کے لئے کوئی کام نہ کرتے۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اُن کی سرداری جاتی رہی +

یہ اُجڈ وحشی جنہوں نے رومہ پر دھاوا بول دیا تھا۔ یورپ کی موجودہ قوموں کے باپ دادا تھے جب روما پر زوال آیا۔ تو تاریخ لکھنے والوں نے یہ لکھا۔ کہ "قدیم دُنیا کی تاریخ" ختم ہو گئی۔ اور اب انسان کی کہانی کا وہ دور شروع ہوتا ہے۔ جسے لکھنے والے "درمیانی زمانہ" کہتے ہیں

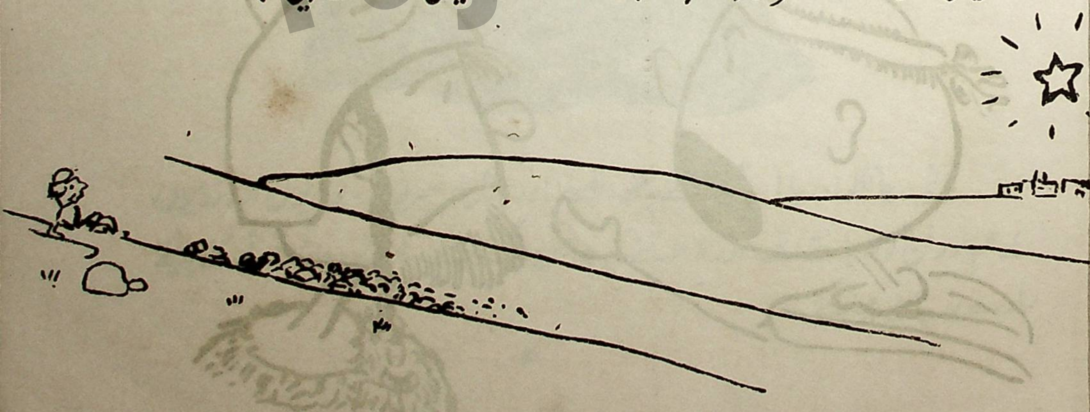

Taj Tahir Foundation

اب تُم ضرور یہ خیال کروگے ۔ کہ پانچ ہزار سال کی مُدت میں جب انسان نے لکھنا بھی سیکھ لیا ۔ اپنے علم اور تجربے سے ایک دُوسرے کو فائدہ بھی پہنچایا ۔ اور ہر قسم کے حاکموں کے ماتحت مل کر رہنے کا سبق بھی حاصل کرلیا ۔ تو اس کے بعد دُنیا کے لوگ آپس میں امن چین سے رہنے لگے ہونگے ؟

یہ ٹھیک ہے ۔ کہ دُنیا کے لوگوں نے ایک دُوسرے سے مکان بنانے کا ہُنر سیکھ لیا تھا ۔ اب اُنہیں جنگلی درندوں سے بچنے کے لئے غاروں میں گھُسنے کی ضرورت نہ تھی ۔ اُنہیں معلوم ہوگیا تھا ۔ کہ جہازوں ۔ اچھی سڑکوں ۔ گھوڑوں ۔ گاڑیوں اور رتھوں سے سفر بہت سہل اور تجارت بڑی آسان ہوگئی ہے ۔ اُنہیں کھانے کی چیزیں پیدا کرنے اور لکڑی ۔ پتھر ۔ مٹی اور دھات کو کام میں لانے کا ڈھنگ خوب آگیا تھا ۔ جس سے زندگی روز بروز زیادہ آسان اور زیادہ خوبصورت ہوتی جاتی تھی ۔ اور کبھی کبھی خاصی مُدت تک امن بھی قائم رہتا تھا ۔ جس سے لوگ بہت لُطف اُٹھاتے تھے ۔

لیکن

ان ساری باتوں کے باوجود لوگ آپس میں اب بھی قریب قریب اُسی طرح لڑتے جھگڑتے اور ایک دُوسرے کو مارتے کاٹتے تھے ۔ جیسے غاروں کے زمانے میں وحشی انسان لڑا کرتے تھے ۔

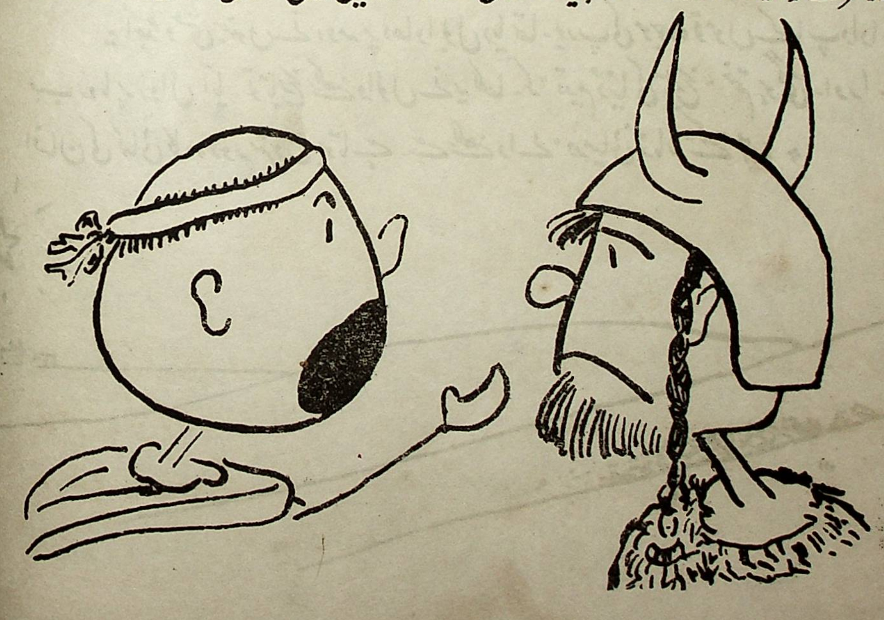



## چنانچہ

رومہ کے زوال سے لے کر کوئی ایک ہزار سال تک (جب کولمبس نے ۱۴۹۲ عیسوی میں امریکہ دریافت کیا) بہت سے لوگ خاصی خطرناک اُداس اور بے لُطف زندگی بسر کرتے تھے ۔

جب یورپ کے تاریخ لکھنے والے "درمیانی زمانے" کا حال لکھتے ہیں ۔ تو اُن کی توجہ زیادہ اس بات کی طرف رہتی ہے ۔ کہ اُس زمانے میں اہلِ یورپ کے باپ دادا کا کیا حال تھا ۔ اور یہ قدرتی بات ہے ۔ اگر ان کے بزرگ ہزاروں سال پہلے ہندوستان ۔ پاکستان ۔ چین یا افریقہ کے باشندے ہوتے ۔ تو وُہ ان مُلکوں کے حالات لکھتے ۔

"درمیانی زمانے" کے پہلے حصّوں کو تاریخ میں "اندھیرا زمانہ" کہتے ہیں ۔ اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے ۔

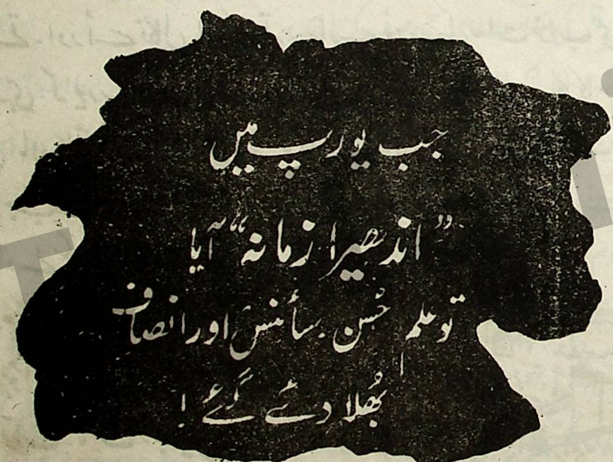


وحشی ، جانگلو اور جاہل لوگوں کے جتھے ۔ قبیلے اور لشکر جو مصریوں ۔ یُونانیوں اور رُومیوں کے علم اور فن کو نہ جانتے تھے ۔ اور نہ جاننے کی خواہش رکھتے تھے ۔ مارتے دھاڑتے لُوٹتے پیٹتے سارے یورپ پر چھا گئے ۔

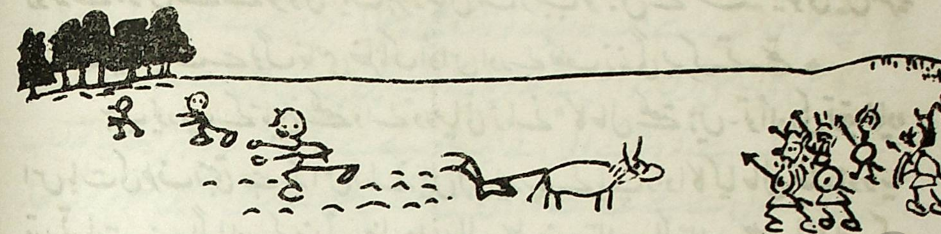

وہ زندہ رہنے کے لئے ہر طرف لوٹ مار مچا رہے تھے۔ ایک بڑا جتھا اُٹھتا۔ اور دُوسرے جتھے کو مار پیٹ کر اُس کی زمینوں پر قبضہ کر لیتا۔ مار کھا کر بھاگنے والے جتھے اپنے سے کسی کمزور جتھے پر جا پڑتے۔ اور اُسے نکال باہر کرتے۔ سارے یورپ کی حالت خراب تھی۔ اور اتنی مدّت تک خراب رہی۔ کہ یورپ کے جن لوگوں نے پتھروں کی عمارت بنانے کا کام سیکھ لیا تھا۔ اُنھوں نے جب امن امان کا تھوڑا سا موقع بھی پایا۔ تو اُن کے سرداروں نے بڑے بڑے قلعے اور گڑھیاں بنا لیں۔ تاکہ جب نئے دُشمن آ نکلیں۔ تو ان کی رعایا کے آدمی اپنے کھیتوں سے بھاگ کر ان قلعوں میں پناہ لے سکیں۔

قلعوں اور گڑھیوں کے گرد گاؤں
اور قلعے آباد ہو گئے۔

اِس ڈھنگ سے یورپ میں "جاگیرداری نظام" شروع ہوا۔ اور بڑی مُدّت تک جاری رہا۔ سردار۔ نواب۔ نائٹ۔ جاگیردار اپنی اپنی جاگیر یا زمین کے مطابق اپنے قلعے میں فوج تیار رکھتا۔ تاکہ اپنی زمین اور رعایا کی حفاظت کرے۔ اور اگر کسی وقت موج میں آئے۔ تو کسی دُوسرے کی زمین اور



رعایا پر بھی قبضہ کر لے۔

جو غریب آدمی اپنے لئے اور اپنے بال بچّوں کے لئے اناج پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اُس کے لئے امن امان سے رہنے کا یہ ایک ہی طریقہ تھا۔ کہ کسی سردار کا غلام بن جائے۔ اگر اُس کی قسمت اچھی ہوتی۔ اور اسے کوئی اچھا سردار مل جاتا۔ تو وُہ اپنی فصل کا ایک حصّہ سردار کو دیتا۔ سال بھر میں جتنے جانور پیدا کرتا۔ ان میں سے کچھ جانور سردار کی بھینٹ کرتا۔ اور اپنے وقت کا کچھ حصّہ سردار کی خدمت میں بھی صرف کرتا۔ اس صُورت میں زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اُس کے پاس رہتا۔ اور زندگی لشتم پشتم گذرتی رہتی۔ آجکل نوابوں اور سرداروں کے قلعوں کی تصویریں کتنی ہی دِلکش معلوم ہوتی ہوں۔ لیکن ان باتوں سے تم خود سمجھ سکتے ہو۔ کہ اُس زمانے میں زندگی کوئی خوشگوار چیز نہ تھی۔

بادشاہوں نے پورے ملک پر راج کرنا چاہا۔ لیکن

طاقتور امیروں۔ نوابوں اور جاگیرداروں نے اپنے قلعوں اور فوجوں کی مدد سے جو چاہا کیا

لیکن یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ بعض شریف دریا دل اور ہمدرد نواب بھی موجود تھے۔ جو اپنی رعایا کو وحشیوں کے جتھوں سے محفوظ رکھنے کی پُوری کوشش کرتے تھے۔

غریب مزدور لوگ اپنے آپ کو ہر کسی سے بچانے کے لئے اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھر رہے تھے۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس تمام مار دھاڑ اور

Taj Tahir Foundation

قتل خون کے ساتھ ہی ساتھ عیسائی مذہب یورپ میں برابر پھیلتا چلا جاتا تھا۔ اور لوگوں کو نیکی اور شرافت کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کر رہا تھا۔ بہت سے نواب اور سردار ایسے بھی تھے۔ جو عیسائی مذہب پھیلانے والے پادریوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اور پرانے زمانے کے علم اور تہذیب کو بھی زندہ رکھ رہے تھے۔ بہت سے گرجے اور خانقاہیں بنائی گئیں۔ لوگ ان کی مدد کرتے۔ اور ان سے مدد حاصل بھی کرتے ۔

# اسلام

عرب کے ملک میں ایک نیا ستارہ چمکا۔ جس کی روشنی ایشیا اور یورپ دونوں کو روشن کر گئی۔ حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کو ایک نیا دین "اسلام" دیا۔ اور اعلان کیا۔ کہ ان کو خدا نے دنیا کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہزاروں لوگ اسلام کی سادگی اور نیکی کی تعلیم سے ان کی طرف کھچے چلے آئے۔ اور سارا عرب نئے دین میں داخل ہو گیا ۔

پھر مسلمانوں نے آس پاس کے ملکوں میں اپنا دین پھیلایا۔ اور مغربی ایشیا۔ شمالی افریقہ۔ اور سپین تک بے شمار ملک فتح کر لئے۔ ان ملکوں میں فلسطین بھی تھا۔ جس کو عیسائی "ارضِ مقدس" کہتے تھے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہیں پیدا ہوئے تھے۔ جب یورپ کے عیسائیوں نے دیکھا کہ "ارضِ مقدس" پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ تو وہ بہت جوش میں آ گئے ۔

اُنھوں نے صلیبی جنگ کا جھنڈا بلند کر دیا۔ مغربی یورپ کے بادشاہ۔ امیر۔ نواب۔ عام آدمی مرد۔ عورتیں۔ بچے دھڑا دھڑ جہازوں میں سوار ہو کر فلسطین کو روانہ ہونے لگے۔ تاکہ "ارضِ مقدس" کو مسلمانوں سے چھڑا لیں۔ جیسا ہر لڑائی میں ہوتا ہے۔ دونوں طرف سے بے شمار آدمی مارے گئے۔ کبھی کبھی عیسائیوں کا پلہ بھی بھاری ہو جاتا تھا۔ لیکن آخری فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ اور ارضِ مقدس مسلمانوں ہی کے قبضے میں رہی ۔

جب لڑائی بھڑائی کا قصہ ختم ہوا۔ اور صلح صفائی ہو گئی۔ تو صلیبی جنگوں میں لڑنے والے عیسائی واپس یورپ چلے گئے۔ لیکن عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس میل جول کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا۔ یونانی۔ مقدونی اور رومی قومیں یورپ کو جو کچھ سکھا چکی تھیں۔ وہ سب کچھ یورپ والے "اندھیرے زمانے" میں بھلا چکے تھے۔ مسلمانوں نے اُن کو وہ بھولا ہوا سبق بھی یاد دلایا۔ اور خود بھی ہر طرف علم اور تہذیب کے دریا بہا دئے ۔

"درمیانی زمانے" کی کئی صدیوں میں یورپ کے اندر بے شمار سکول اور کالج کھل گئے۔ خوب صورت گرجے بنائے گئے۔ پادری لوگوں کو پڑھانے کا کام کرتے تھے۔ رومہ کی پرانی لاطینی زبان سارے یورپ کے پڑھے لکھے لوگوں کی زبان بن گئی۔ لیکن پڑھے لکھے آدمی بہت ہی تھوڑے تھے۔ ایک طرف عراق میں اور دوسری طرف اندلس (سپین) میں مسلمانوں کی بڑی بڑی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ جنھوں نے قدیم یونان اور روما کی بے شمار کتابیں جمع کیں۔ اُن کے عربی میں ترجمے کرائے۔ اور

Tahir Foundation

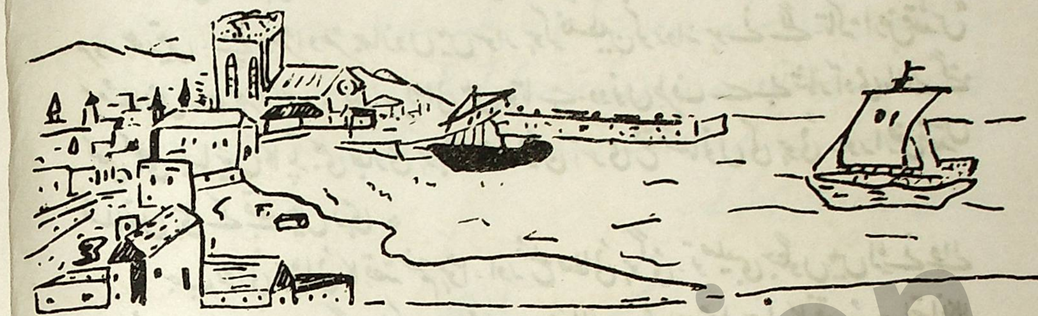

خود بھی بڑے بڑے حکیم۔ سائنس دان۔ شاعر اور عالم پیدا کیئے۔ اُن کی کتابیں بھی عربی میں تھیں۔ یہ سب کتابیں یورپ میں گئیں۔ جن کو پڑھ کر یورپ والوں کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اور وُہ کئی سَو سال اپنی یُونی ورسٹیوں میں مُسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔

ایشیا اور یورپ میں شہر اور قصبے بڑھنے لگے۔ بندرگاہیں آباد ہوگئیں۔ مشرق اور مغرب کے درمیان تجارت کے راستے کھُل گئے۔ عام لوگ دیہات سے نکل کر شہروں میں بسنے لگے۔ اور ہر قسم کے ہُنر سیکھنے لگے۔ تاجر۔ دُکاندار۔ سوداگر۔ ساہُوکار دُوسرے مُلکوں سے تجارت کر کر کے خُوب روپیہ کمانے لگے۔

اب یورپ کے لوگ اپنے آپ کو قلعوں اور گڑھیوں کے نوابوں کا غلام نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ اپنے آزاد مُلکوں کا آزاد شہری جانتے تھے۔ جب شہر مضبوط ہوتے گئے۔ تو نواب اور سردار کمزور ہوگئے۔ اور بادشاہوں کی رعایا بن گئے۔ وہ بادشاہوں کو ٹیکس اور لگان دیتے۔ اور اُن کی مدد کے لیئے فوجیں بھرتی کرتے۔ اس طرح یورپ کئی مُلکوں اور قوموں میں بٹ گیا۔ اور اس کی شکل صُورت وُہ ہوگئی جو آج کل ہے۔

درمیانی زمانے کے آخر میں شمالی اٹلی کے بڑے بڑے تجارتی شہر بحیرۂ رُوم کے مشرقی کناروں پر اپنے تجارتی جہاز بھیجنے لگے۔ عرب جہاز ران ایشیا کے دُور دراز مُلکوں مثلاً ہندوستان



چین۔ جاوا اور دُوسرے مشرقی جزیروں سے سُوتی اور ریشمی کپڑا۔ جواہرات۔ خوشبوئیں اور مسالے لاتے۔ اور بحیرۂ رُوم میں یورپی تاجر اُن سے یہ مال خرید لیتے۔ سیاح لوگ بھی دُور دراز مُلکوں میں سفر کرنے لگے۔

وینس کے ایک آدمی مارکو پولو نے سیاحی سے واپس آکر ایک کتاب لکھی۔ جس میں ایشیا کے بڑے عجیب اور دلچسپ حال لکھے۔ یہ کتاب اور بعض دُوسرے سیاحوں کی کتابیں پڑھ کر یورپ کے بہت سے تاجروں اور ملاّحوں کو یہ چٹک لگ گئی۔ کہ وُہ بھی اپنی دولت لے کر اُن مُلکوں کو جائیں۔ اور وہاں سے دولت کما کر لائیں۔

تُم حیران ہوگے۔ کہ یہ لوگ مسالوں کے اتنے شوقین کیوں تھے۔ بات یہ ہے کہ مسالے کی مدد سے گوشت زیادہ دیر تک تازہ رہتا تھا۔ اور پھر چٹ پٹا بھی ہو جاتا تھا۔

جب مُسلمان تُرکوں نے بحیرۂ رُوم کے عالی شان شہر قسطنطنیہ پر (جو آج کل استنبول کہلاتا ہے) قبضہ کر لیا۔ اور خشکی کے راستے سے مشرق اور مغرب کی تجارت بند ہوگئی۔ تو یورپ کے مُلکوں نے جہاز رانی پر زیادہ توجّہ کی۔ یورپ کے بادشاہ۔ یورپ کے سوداگر۔ یورپ کی تجارتی کمپنیاں دُور دراز سمندروں میں جہاز پر جہاز بھیجنے لگیں۔ تاکہ مشرقی مُلکوں تک پہنچنے کے راستے معلوم کریں۔

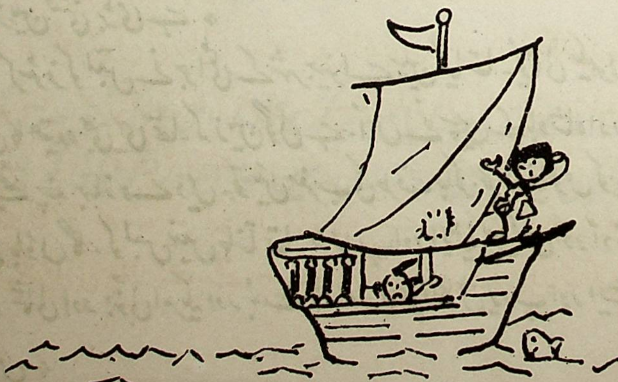

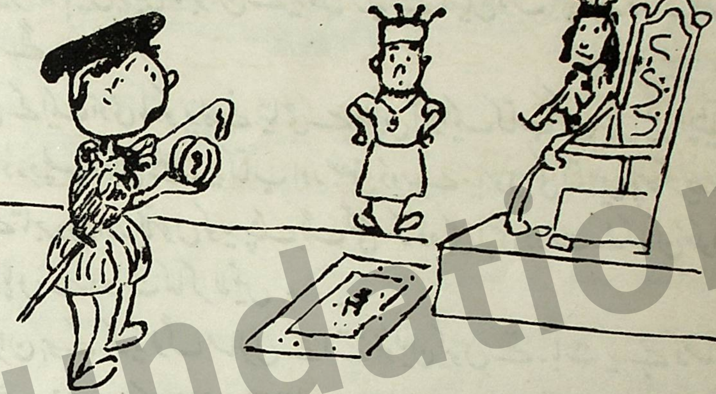

مغربی یورپ میں پرتگال ایک چھوٹا سا مُلک ہے۔ یہاں کے ملّاحوں کو معلوم ہُوا۔ کہ افریقہ کے جنوب کی طرف سے چکّر لگا کر ایشیا پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے اس راستے سے اس قدر زور شور کی تجارت کی۔ اور اتنی دولت کمائی۔ کہ سارے یورپ کے کان کھڑے ہوگئے ٭

جب اسکندرِ اعظم نے مصر میں اپنی سلطنت قائم کی تھی۔ اُن دِنوں بڑے بڑے یُونانی حکیموں نے ثابت کر دیا تھا۔ کہ زمین گول ہے۔ اور ایک حکیم نے تو یہ بھی قریب قریب ٹھیک ہی بتا دیا تھا۔ کہ زمین کتنی بڑی ہے ٭

کرسٹوفر کولمبس نے جو اٹلی کے شہر جینوا سے سپین گیا تھا۔ یُونانی حکیموں کی کتابیں پڑھی تھیں اور اس کا عقیدہ بھی یہی تھا۔ کہ زمین گول ہے۔ اُس نے سپین کے بادشاہ اور ملکہ سے کہا۔ کہ اگر آپ مجھے چند جہاز دے دیں۔ تو میں مغرب کی طرف جاکر بحرِ اوقیانوس کو پار کروں گا۔ اور ایشیا میں پہنچ جاؤں گا۔ کولمبس نہیں جانتا تھا۔ نہ یورپ اور ایشیا میں کسی اَور آدمی کو اس بات کی خبر تھی۔ کہ شمالی اور جنوبی امریکہ اور بہت بڑا سمندر بحرِ الکاہل یورپ اور ایشیا کے درمیان واقع ہیں ٭

سپین کے بادشاہ اور ملکہ نے جو اپنے مُلک سے مسلمانوں کو نکال چکے تھے۔ کولمبس کو چند جہاز دے دئے۔ اور کولمبس نے مغرب کا رُخ کیا۔ اس نے امریکہ دریافت کر لیا۔ وہ امریکہ میں بار بار آیا اور گیا لیکن مرتے دم تک یہی سمجھتا رہا۔ کہ امریکہ ایشیا ہی کا حصّہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب اس کو امریکہ کے سُرخ آدمی نظر آئے۔ تو اُس نے اُن کو "انڈین" کہنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ یہ لوگ "انڈین" ہیں۔ اور یہ مُلک انڈیا ہے۔ وہ امریکہ کو ہندوستان سمجھے بیٹھا تھا ٭

اسی طرح کئی جہاز رانوں نے نئے مُلک اور سمندری راستے معلوم کرنے کے لئے سفر کئے۔ آخر فرڈی ننڈ میجلان سپین سے اپنا جہاز لے کر جو چلا۔ تو ساری دُنیا کے گرد چکّر لگا کر واپس آیا۔ اس زمانے کے بعد "پُرانی دُنیا کو نئی دُنیا" بلکہ پُوری دُنیا سے واقفیت ہوئی۔ جہاز رانی کے اس دور سے دُنیا کی "نئی تاریخ" کا زمانہ شروع ہُوا ٭

غلط انڈین

ہمارے زمانے کے قریب دُنیا میں جو کچھ ہوتا رہا۔ اس کا ذکر تو ہم بعد میں کریں گے۔ پہلے دُور مشرق کے مُلکوں مثلاً پاکستان۔ ہندوستان۔ چین۔ جاپان اور منگولیا کی کچھ باتیں سُن لو + ان

Taj Tahir Foundation

پرانے زمانے کے لوگ صرف اس حصّے کو ساری دنیا سمجھتے تھے
جو اس نقشے میں دائرے کے اندر دکھایا گیا ہے۔

ملکوں میں بھی ہزاروں سال سے لوگ آباد تھے۔ جن قوموں کا ذکر تم نے اب تک پڑھا ہے۔ وہ دُور مشرق کے ان لوگوں کا حال بہت کم جانتے تھے۔ لیکن ان لوگوں کی بڑی بڑی تہذیبیں تھیں۔ اور انہوں نے بڑے بڑے بادشاہ۔ بڑے بڑے مذہب۔ بڑے بڑے عقل مند آدمی۔ عالم اور موجد پیدا کئے تھے۔ جن چیزوں نے ساری دُنیا کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ان میں سے ملاحوں کی کمپاس کاغذ۔ چھاپہ خانہ اور بارُود ایسی چیزیں ہیں جو چین نے ایجاد کی تھیں۔

پاکستان اور ہندوستان میں آج جو کروڑوں آدمی بستے ہیں۔ ان کے بزرگوں نے ہزاروں سال تک عقل اور علم اور تہذیب میں جو نئے نئے راستے نکالے۔ ان سے دُنیا کے سب مُلکوں نے



بہت کچھ سیکھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی گُزرا ہے۔ جب منگول قوم کے بڑے بڑے طاقتور جنگجو شہنشاہوں اور خانوں نے جن کی قوم ایشیا کے شمالی حصے میں رہتی تھی۔ مشرق اور مغرب کے تمام ملکوں کو فتح کر کے دُنیا بھر میں اپنا راج قائم کرنے کا جتن بھی کر لیا تھا۔

جاپان جزیروں کا ملک ہے۔ اس کے چاروں طرف سمندر تھا۔ اس لئے جاپانی ہزاروں سال تک باہر کی دُنیا سے الگ تھلگ رہ کر بے فکری کے ساتھ ترقی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ابھی ایک ہی سو سال گذرے ہیں جاپانی برابر یہی کوشش کر رہے تھے۔ کہ آئندہ بھی اسی طرح الگ تھلگ رہیں۔

۱۵۰۰ء عیسوی کے لگ بھگ "نیا زمانہ" شروع ہوا۔ اس پر تم چونک اُٹھو گے۔ کہ ہم نے پانچ سو سال پُرانے زمانے کو "نیا زمانہ" کیونکر کہہ دیا۔ لیکن تاریخ کے ہزارہا برس میں چار پانچ سو سال کی مُدت کچھ بڑی مُدت نہیں۔

اس نئے زمانے میں جس کا ہم اب ذکر کریں گے دُنیا کے نئے نئے حصے دریافت ہوئے۔ اور ان پر زیادہ تر یورپ کے لوگوں اور اُن کے بچوں نے حکومت کی۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی بڑی قوم نے باقی ساری قوموں پر راج نہیں کیا۔ جیسے رومہ نے اپنے زمانے میں کیا تھا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ نئے زمانے کی مغربی قوموں نے وہی پُرانی غلطیاں کیں۔ جو یُونانیوں سے ہوئی تھیں۔ یعنی یہ قومیں بھی لڑتی رہیں۔ اور آپس ہی میں لڑتی رہیں۔ لیکن غور و فکر اور عمل کے مغربی طور طریقے سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ اور آج ساری دُنیا میں پھیل چکے ہیں۔

Taj Tahir Foundation

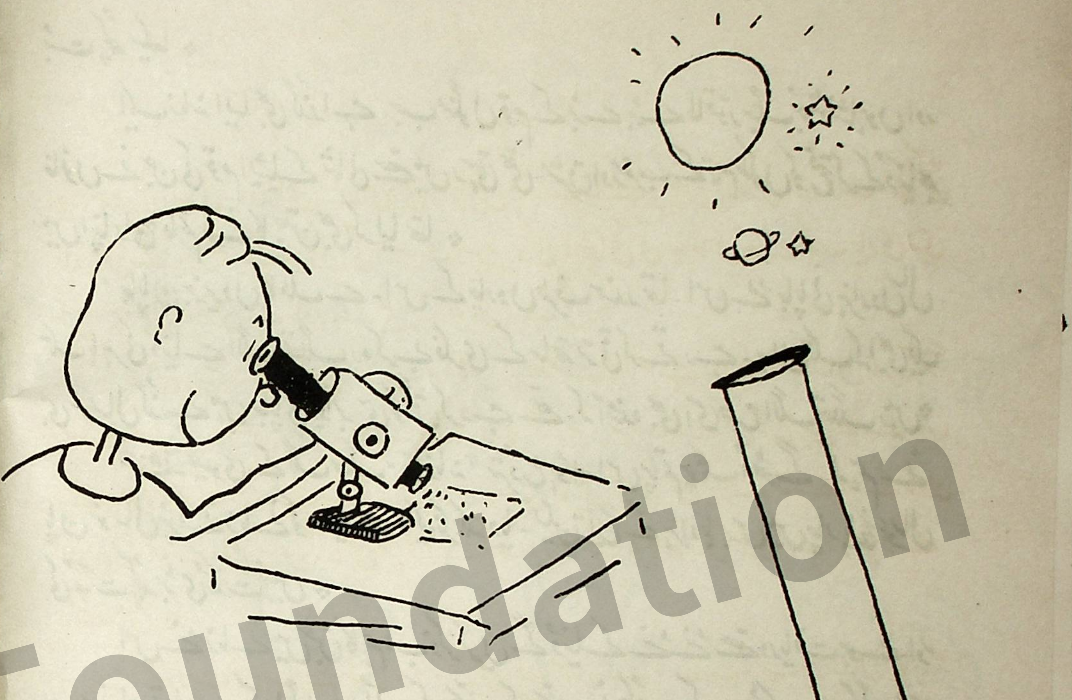

مغربی قوموں کی اس طاقت کے دو بڑے بڑے سبب ہیں۔ اُنہوں نے دو ایسی باتوں پر عمل کیا۔ جو پہلے یُونان سے اور پھر عرب سے اُن کو ملی تھیں ۔

## سائنس اور جمہُوریت

اُنہوں نے پُرانے لوگوں کی دریافتوں سے فائدہ اُٹھایا۔ خود بھی سچائی کی تلاش میں رہے۔ اُنہوں نے خود تجربے کیئے۔ دُوسروں کے خیالات سُنے۔ اپنے خیالات اُن کو سُنائے اور بڑی بڑی دریافتیں اور ایجادیں کیں۔ جن کی وجہ سے لوگوں کی عُمریں لمبی ہوگئیں اور زندگی میں آسانی اور خوشگواری پیدا ہوگئی ۔

کولمبس کے زمانے کے قریب لینز کا شیشہ ایجاد ہوا۔ جس سے ہم نے دُور بین



اور خُرد بین بنائی۔ اور ان سے نئی نئی دُنیائیں ہمارے سامنے آگئیں۔ زندگی اور قُوت کے کئی راز کھل گئے۔ ہر قسم کے مادّوں کی اصلیت معلوم ہوگئی۔ سچائی کی یہ تلاش مُدت تک جاری رہی آج بھی برابر جاری ہے۔ اور آگے بھی برابر جاری رہے گی ۔

"جمہُوریت"۔ "لوک راج" یعنی عام لوگوں کی حکومت کا نام ہے۔ امریکہ۔ انگلستان اور دوسرے جمہوری مُلکوں میں ہر شخص کو یہ رائے دینے کا حق ہے۔ کہ قوم کی حکومت کا کام کس طرح چلایا جائے۔ اس سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ جب سب لوگ مل کر خود قانون بنائیں۔ اور کسی غیر کے بنائے ہوئے قانون اُن پر نہ تھوپے جائیں۔ تو لوگ مل جُل کر اپنے مُلک کی حکومت کا کام بڑی خوبی سے انجام دے سکتے ہیں ۔

جمہُوریت کو سب سے بڑی مدد یہ پہنچی۔ کہ کولمبس کے زمانے کے قریب یورپ میں چھاپہ خانہ ایجاد ہوگیا۔ پُرانے زمانے میں کتابیں صرف چند لوگ پڑھ سکتے تھے۔ چھاپہ خانہ ایجاد ہونے کے بعد پہلی دفعہ ہزاروں عام انسانوں کو کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ اِس طرح علم برابر پھیلتا چلا گیا اور لوگوں کی تعلیم کا کام شروع ہوگیا ۔

چھاپے خانے کی ایجاد

Taj Tahir Foundation

سائنس اور جمہوریت کی طاقتیں آہستہ آہستہ یورپ میں زیادہ مضبوط ہوتی گئیں۔ اب ہم یورپ کے ایک ایسے مُلک کا حال سُناتے ہیں۔ جس کا دُنیا کے ایک بڑے حصّے کو علم اور تہذیب سکھانے میں بڑا دخل ہے۔ یہ مُلک ہے

# اِنگلستان

اِنگلستان کی تاریخ شروع ہی سے گویا مغربی یورپ کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا خاکہ ہے۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ یورپ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اور اس میں بھی اسی قسم کی تبدیلیاں۔ اُسی قسم کی تکلیفیں اور ویسی ہی جنگیں پیش آتی رہی ہیں۔ جن کا یورپ کے لوگوں کو سامنا کرنا پڑا تھا۔ عام لوگوں کی حالت آہستہ آہستہ پہلے سے بہتر ہوتی گئی۔ اور اُن کو روز بروز اپنی زندگیوں کی بابت رائے دینے کا حق ملتا گیا۔ آج انگلستان دُنیا کے بڑے بڑے مُلکوں میں سے ہے۔ اس کے رہنے والے اس اُمید کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ کہ دُنیا میں امن قائم رہے گا۔ اور آئندہ نسلوں کی زندگیاں زیادہ محفوظ اور زیادہ خُوش گوار ہو جائیں گی۔

لیکن پُرانے زمانے میں انگلستان کچھ زیادہ امن امان اور خوشی کا سامان نہ رکھتا تھا۔

جس طرح بڑے بڑے لشکر اور قبیلے یورپ کی سرزمین پر آپس میں لڑتے بھڑتے اور ایک دُوسرے کو ریلتے دھکیلتے رہے۔ اور آخر وُہی "یورپ کی قومیں" بن گئے۔ اسی طرح بہت سی قوموں نے انگلستان پر بھی چھاپے مارے۔ حملے کئے۔ کچھ دیر حکومت کی۔ اور آخر آپس میں شادیاں کریں۔ اور رل مل کر رہنے لگیں۔ آج کل کے انگریزوں کے باپ دادا خُدا جانے کہاں کہاں کے رہنے والے تھے۔ پُرانے کیلٹ اور برٹن معلوم نہیں کہاں سے آئے تھے۔ لیکن ممکن ہے وُہ اُن ہی انڈو یورپین لوگوں میں سے ہوں جو آج سے ہزاروں سال پہلے ایشیا سے پھرتے پھراتے مغربی دُنیا کے ہر حصّے میں آباد ہو گئے تھے۔

Taj Tahir Foundation

آج سے کوئی دو ہزار سال پہلے ۵۵ سنہ قبل مسیح میں رُومیوں کے بہت بڑے سردار بلکہ یُوں کہو کہ سب سے بڑے سردار جولیس سیزر نے فرانس کے ساحل سے جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کی زمین پر قدم رکھا۔ تو اُس نے دیکھا کہ انگلستان کے لوگ رومہ اور یُونان کے لوگوں کے مقابلے میں بالکل وحشی ہیں۔ وہ نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا۔ نہ انہیں عمارت بنانے کی عقل تھی۔ نہ وُہ ایسے فن اور ہُنر جانتے تھے۔ جو مشرقی دُنیا میں رفتہ رفتہ بہت ترقی کر چکے تھے۔ اُن کے پاس جو ہتھیار اور اوزار تھے۔ وُہ بہت ہی اَن گھڑ اور بھدے تھے۔ رُومیوں نے انگلستان کو اپنی حکومت کا ایک حصّہ بنا لیا۔ اور اس طرح راج کرنا شروع کیا۔ کہ انگلستان کو امن۔ انتظام اور ترقی نصیب ہوئی۔ اور انگریزوں نے رومیوں سے بہت کچھ سیکھا۔ رُومی انگلستان پر کئی سَو سال تک حکومت کرتے رہے۔ اُس زمانے میں اُنہوں نے یہاں جو سڑکیں بنائیں۔ جو شہر آباد کئے۔ اور جو فصلیں کھڑی کیں۔ ان میں سے بعض اب تک موجود ہیں۔ لیکن جب رومہ کی طاقت کو زوال ہُوا۔ اور رُومی فوجیں انگلستان سے رخصت ہو گئیں۔ تو ایک نئی سخت اور اکھڑ قوم نے انگلستان پر قبضہ کر لیا۔

بحیرۂ شمالی کے ساحلوں کے ساتھ ساتھ اُس علاقے میں جس کو ہم آج جرمنی کہتے ہیں کچھ قبیلے رہتے تھے جن کے بال سُنہرے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ اور وُہ بڑے ہی اُجڈ اور جنگجُو لوگ تھے۔ ان کو اینگل۔ سیکسن اور جیوٹ کہتے تھے۔ اُنہوں نے پہلے تو انگلستان پر چھاپے مارے اور ڈاکے ڈالے۔ پھر تھوڑی مُدت کے بعد انگلستان کے بعض حصّوں میں آکر آباد بھی ہو گئے۔ ابھی یہ لوگ امن چین سے بیٹھے بھی نہ تھے۔ کہ ناروے۔ سویڈن اور ڈنمارک کے تُند خُو وائیکنگ اپنے تیز رفتار اور لمبے لمبے جہازوں سے انگلستان پر اُترنے لگے۔ اور اس مُلک کو ایک اَور قوم مل گئی جس نے انگریزوں کو جہاز راں قوم بنا دیا۔ حضرت عیسٰےؑ کی پیدائش کے ۱۰۶۶ برس بعد نارسمین یا نارمن (شمالی آدمی) جو کئی سال سے فرانس میں آباد تھے۔ ولیم فاتح کو اپنا سردار بنا کر انگلستان پر آن پڑے ولیم فاتح نے سیکسن قوم کے آخری بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور خود انگلستان کا بادشاہ بن گیا۔ یہ جاگیرداروں اور نوابوں کا زمانہ تھا۔ اور اکثر لوگ "درمیانی زمانے" کے قلعوں اور گڑھیوں کے آس پاس غلامی کی



زندگی بسر کر رہے تھے۔

انگریزی آج کل بڑی زبان سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس میں اُن تمام قوموں کی بولیوں کے لفظ ملے جلے ہوئے ہیں۔ جو جزائر برطانیہ یعنی انگریزوں کے مُلک میں آ کر آباد ہوئیں۔ اور انگلستان کی رسمیں وہاں کے قانون اور زندگی کے طور طریقے بھی سینکڑوں سال کی مُدت میں انہی بے شمار قوموں کے مختلف طریقوں سے پیدا ہوئے ہیں۔

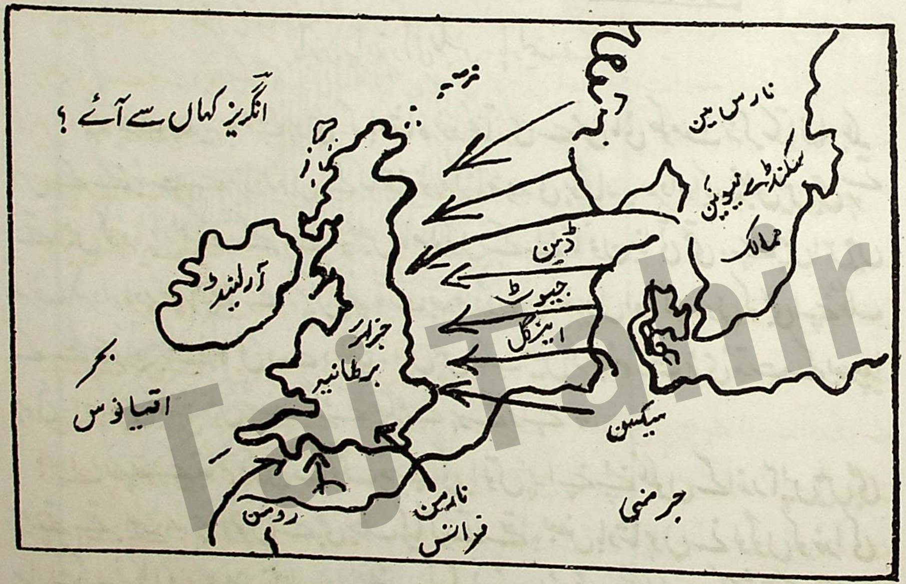


بعض باتوں میں انگلستان کے لوگ اپنے اُن ہمسایوں کی نسبت مزے میں رہے۔ جو رود بار انگلستان (یعنی انگلستان اور یورپ کے درمیانی سمندر) کے پار یورپ کے برِّ اعظم میں رہتے تھے۔ انگلستان کے طاقتور سرداروں اور نوابوں نے بادشاہوں کو زیادہ با اختیار۔ خود غرض اور ظالم نہ بننے دیا۔ اور اُن کو ایسے قانون بنانے پر مجبور کر دیا۔ جن سے وہاں کے عام لوگوں کو کچھ اختیار اور آزادیاں مل گئیں۔

Taj Tahir Foundation

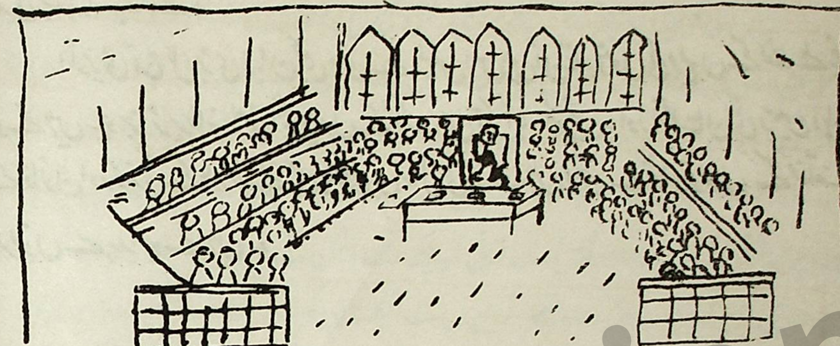

قانون بنانے والی مجلس - پارلیمنٹ

کچھ مُدّت بعد یہ حالت ہوگئی۔ کہ بادشاہ خود مُختاری سے من مانی حکومت نہ کر سکتا تھا۔ بلکہ اس کے لئے بہت سے مزدوروں کے ساتھ مشورہ کرنا ضروری ہوگیا۔ یہ سردار ایک مجلس میں جمع ہوتے تھے۔ جس کو وہ پارلیمنٹ کہتے تھے۔ یہ مجلس تمام لوگوں کے لئے قانون بناتی تھی۔ پہلے پہل اس میں صرف سردار اور امیر بیٹھتے تھے۔ لیکن کچھ مدّت بعد مزدوروں۔ غریبوں اور کمزوروں کو بھی اپنے مُلک کے لئے قانون بنانے کا حق دے دیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صُورت بڑی مُدّت کے بعد پیدا ہوئی۔ اور اس مُدّت میں بہت رگڑے جھگڑے ہوتے رہے۔

یورپ کے تمام مُلکوں کے لوگ مذہب کی باتوں پر اپنے اپنے مُلکوں کے اندر آپس میں بھی لڑتے تھے۔ اور دُوسری قوموں سے بھی جنگ کیا کرتے تھے۔ بعض بادشاہوں نے لوگوں کو خدا کی عبادت کرنے کا ایک طریقہ بتایا۔ اور بعض نے کوئی دُوسرا ڈھنگ سُجھایا۔ اور کوشش کرتے رہے کہ لوگ ان کی مرضی کے مطابق عبادت کریں۔ یورپ کے بعض مُلکوں میں مذہب کی وجہ سے تیس برس تک ایک خوف ناک جنگ ہوتی رہی۔ جس میں ہزاروں انسان ہلاک ہوگئے۔ اور لاکھوں مُصیبت میں پڑ گئے۔

جب کولمبس کے زمانے کے قریب بڑے بڑے سمندری سفر کئے گئے۔ اور دُنیا کے



نئے حصّے دریافت ہونے لگے۔ تو یورپ کی قوموں نے آپس میں لڑنا شروع کیا۔ اور اس بات کے لئے آپس میں دھکا پیل ہونے لگی۔ کہ ان نئے مُلکوں پر دُوسروں سے پہلے ہم قبضہ کرلیں۔ ان میں اپنا راج قائم کرکے ان کی دولت بھی اپنے کام میں لائیں۔ اور ان مُلکوں کے رہنے والوں سے بھی کام لیں۔

Tahir Foundation

یورپ کے مُلک اپنے ہاں کے لوگوں کو ان نئے مُلکوں میں رہنے بسنے کے لئے بھیجنے لگے بالکل اسی طرح جیسے سیکڑوں سال پہلے یونانیوں نے بحیرۂ رُوم کے ساحلوں پر آبادکاری شرُوع کر دی تھی، دُوسرے مُلکوں کی یہ نئی بستیاں "نو آبادیاں" کہلاتی تھیں۔ ان نئے آبادکار لوگوں کو اپنے نئے مُلکوں میں جو دھاتیں مِلتی تھیں۔ یا جو دھاتیں یہ وہاں پیدا کرتے تھے۔ اُن کو یورپ کے اُن مُلکوں میں بھیجتے تھے جنہوں نے وُہ نو آبادیاں قائم کی تھیں۔ اور جن پر ان کا راج تھا۔

کوئی دو سَو سال ہوئے۔ جب ہمارے پڑدادا کے پڑدادا زندہ تھے۔ یورپ کی پانچ قوموں نے کرۂ ارض کے مغربی حصّے میں جس کو شمالی امریکہ اور جنوُبی امریکہ کہتے ہیں۔ بہُت مضبوط نو آبادیاں قائم کر رکھی تھیں۔

سپین۔ پُرتگال۔ فرانس اور ہالینڈ نے سیاحوں۔ سپاہیوں اور آبادکاروں کو بھیجا۔ اور تجارت کے مرکز قائم کئے۔ انگریز ہزاروں آدمیوں کو شمالی امریکہ کے مشرقی کناروں پر اور کینیڈا کے بعض حصّوں میں رہنے بسنے کے لئے بھیج رہے تھے۔

مغرب میں یہ نو آبادیاں روز بروز بڑھ رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یورپ کے مُلک دُور مشرق کے مُلکوں پر قبضہ کرنے کے لئے بھی جہازوں۔ سپاہیوں۔ پادریوں اور آبادکاروں کو بھیج رہے تھے۔ جب دُنیا بھر کے مُلکوں کی دولت اور حکومت کے لئے یہ چھینا جھپٹی ہو رہی تھی۔ ان قوموں کو ایک دُوسری سے حسد پیدا ہُوا۔ اور اس بات پر لڑائیاں چھڑ گئیں۔ کہ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ نو آبادیاں کون لے۔ جو لوگ ان نو آبادیوں کے اصلی باشندے تھے۔ مثلاً امریکہ کے ریڈ انڈین۔ یا افریقہ۔ مشرقی ایشیا اور بحرالکاہل کے جزیروں کے لوگ۔ وُہ اتنے طاقتور نہ تھے۔ کہ کوئی اُن کی بات سُنتا۔ اور یہ معلوم کرتا۔ کہ وُہ کسی یورپی مُلک کے ماتحت رہنا بھی چاہتے ہیں یا نہیں۔

اب یورپ کی سرزمین میں اور سمندروں پر بھی سمندری فوجیں اس بات پر لڑنے لگیں۔ کہ نو آبادیوں پر کس کا قبضہ اور راج ہونا چاہیئے۔ ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی کا نتیجہ یہ ہُوا۔



کہ ایک نیا مُلک پیدا ہونے لگا۔ جس میں یہ قرار پایا۔ کہ اس مُلک کا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ نہ کوئی عوام پر راج کرنے کا حق دار ہوگا۔ بلکہ صرف وُہ عورتیں اور مرد حکومت کریں گے جن کو قوم خود چُنے گی۔

شمالی امریکہ کی ۱۳ انگریزی نو آبادیوں نے مِل جُل کر ایک قوم بنائی۔ جس میں یہ نئی قسم کی حکومت قائم کی گئی۔ یہ نئی قوم بحرِ اوقیانوس سے لے کر بحرالکاہل تک پھیل گئی۔ اور اسی کا نام ہے

## ریاست ہائے متحدہ!

اگر ہم دنیا کی پُوری تاریخ کی کہانی کو سامنے رکھیں۔ اور دیکھیں کہ انسان نے اپنے متعلق اور اور اپنے کاموں کے متعلق پہلے پہل لکھنا کب شرُوع کیا تھا۔ تو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تاریخ بہت ہی چھوٹی سی نظر آتی ہے۔ لیکن وُہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اس میں شک نہیں کہ امریکہ والوں کے لئے اور دُوسرے مُلکوں کے لوگوں کے لئے وہ بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آج امریکہ کا شمار دُنیا کی سب سے زیادہ طاقت ور قوموں میں ہوتا ہے۔ اور یہ امن اور خوش حالی حاصل کرنے میں ہر ممکن طور پر دُنیا کی رہنمائی کر رہا ہے۔

پہلے اس مُلک میں بحرِ اوقیانوس کے ساحل کے ساتھ ساتھ صرف تیرہ انگریزی نو آبادیاں تھیں پھر بڑھتے بڑھتے اڑتالیس ریاستیں بن گئیں۔ اور بحرالکاہل تک پھیلتی چلی گئیں۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے۔ جس سے سیکڑوں ایسی کتابیں بھری جا سکتی ہیں جو تمہاری اس کتاب سے بہت بڑی ہوں گی۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ گذری ہوئی تمام مُدّت میں بے شمار قسم کے لوگوں نے امریکہ والوں کو اپنے خیالات دئے۔ ایجادیں کیں۔ اور اُنہیں ایسے طور طریقے سکھائے۔ جنہوں نے اُنہیں سال بہ سال زیادہ خُوبی سے ہر کام کرنے میں مدد دی۔ تو اس سے بھی چھوٹی کتاب ہمیں بہت کچھ سکھا سکتی ہے۔

جب یورپ کی قوموں نے امریکہ کے مختلف حصّوں کا پتہ چلانے کے لئے۔ اُن پر اپنا راج قائم کرنے کے لئے اور پُرانے مُلکوں کے ساتھ تجارت شرُوع کرنے کے لئے اپنے جہاز بھیجنے شرُوع کئے تو اُنہوں نے اس کام کو کئی طریقوں سے انجام دیا۔ جو لوگ پہلے پہل یہاں آئے۔ وُہ ملّاح اور سپاہی تھے۔ جو سونے چاندی اور جواہرات کی تلاش میں تھے۔ اور جو کچھ ریڈ انڈین لوگوں کے پاس پاتے

Taj Tahir Foundation

تھے - زبردستی چھین کر لے جاتے تھے - لیکن بعد میں آنے والوں نے دیکھا - کہ یہ مُلک بہت اچھا ہے یہاں اگر عورتیں اور مرد محنت کریں - اپنے مکان بنائیں - اور کھیتی باڑی کریں - تو بڑے چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں ؛

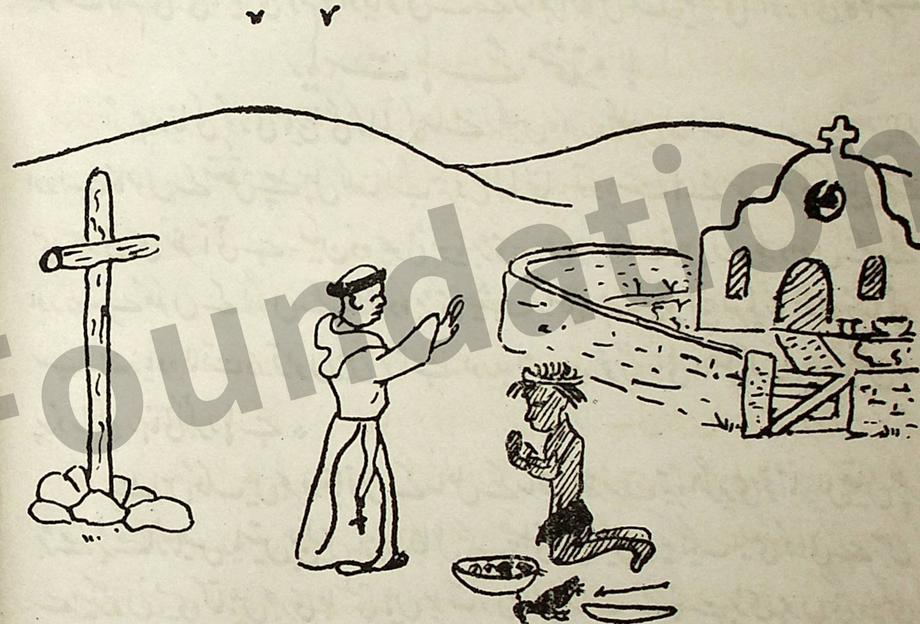

سپین کے رہنے والوں نے امریکہ کے جنُوبی حصّے کی خوب چھان بین کی - جس میں فلوریڈا - ٹیکس - اریزونا - نیُو میکسیکو اور کیلیفورنیا شامل ہیں + ان لوگوں نے میکسیکو - مرکزی امریکہ - اور جنُوبی امریکہ کی پُرانی انڈین تہذیب کے بادشاہوں کو شکست دے دی - وُہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ پادریوں کو بھی بھیجتے تھے - اور اُن لوگوں کو جو اُن کی آبادیوں میں کام کرتے تھے - عیسائی مذہب سکھاتے تھے ؛



ان پُرانے انگریزی آبادکاروں اور اُن ولندیزوں کے حالات زیادہ مشہور ہیں جو نیویارک میں رہتے تھے - اس لئے لوگ ان فرانسیسیوں کو بھول ہی جاتے ہیں - جو کینیڈا کے بیچ میں سے ہو کر مِسس پی سے نیو آرلی اَنز تک نکل آئے - اور امریکہ کے وسطی اور مغربی حصّے کو اپنے بادشاہ کے لئے لے کر بیٹھ گئے - جہاں آج کل ڈیلاویر ہے - وہاں سویڈن والوں کی نوآبادیاں تھیں - جارجیا میں سوئٹزرلینڈ والوں کی اور کیرولینا میں فرانسیسیوں کی نوآبادیاں بھی تھیں ؛

اب اس ذکر سے کچھ حاصل نہیں کہ امریکہ میں سب سے پہلے کون آیا - اور کہاں آیا - ریاست ہائے متحدہ کی یہ بات بڑے اچنبھے کی ہے - کہ اتنے رنگ رنگ کے لوگ اکٹھے ہو گئے - اور اُنہوں نے ایک دُوسرے کے ساتھ مل جُل کر کام کرنا سیکھ لیا - جس کا نتیجہ یہ نکلا - کہ اُن سب کے اچھے خیالات - اُن کے طور طریقوں اور ریتوں رسموں سے امریکی تہذیب کا تانا بانا تیار ہو گیا ؛

یہ خیال کرنا محض نیک گمانی ہو گی - کہ جُوں ہی یورپ کی قومیں امریکہ میں آکر آباد ہوئیں - اُنہوں نے جھٹ مل جل کر رہنا شروع کر دیا - اور ان کے درمیان اس قسم کی لڑائیاں کبھی نہیں ہوئیں جو اُن کے پُرانے مُلکوں میں چھڑی رہتی تھیں + سب جانتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک نہیں - امریکہ میں بڑے رگڑے جھگڑے ہوتے رہے - اور سب سے بڑی تکلیف اس وقت پیش آئی - جب امریکہ والے اپنے مُلک میں اپنے ڈھنگ کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے - اور انگریز حکمران اُن کے اِس ارادے کے خلاف تھے ؛

۱۷۷۶ء میں امریکی قوم نے "اعلانِ آزادی" جاری کیا - اور کہا کہ ہم آئندہ اپنے مُلک میں اپنی حکومت قائم کریں گے - اس اعلان میں یہ تیرہ ریاستیں ایکا کر کے شریک ہو گئیں :-

مساچوسٹس

نیو ہیمپ شائر

کینکٹی کٹ

روڈ آئی لینڈ

Taj Tahir Foundation

نیو یارک
نیو جرسی
پنسلوینیا
ڈیلاویر
میری لینڈ
ورجینیا
نارتھ کیرولینا
ساؤتھ کیرولینا
جارجیا

یہ ریاست ہائے متحدہ" کی پہلی ریاستیں تھیں۔ پھر جب امریکہ نے انقلاب کی جنگ لڑی۔ اور فتح کے پھریرے اُڑائے۔ جب جا کر انگلستان اور یورپ کے دُوسرے مُلکوں کو یقین آیا۔ کہ امریکی پُوری طرح آزاد اور خود مُختار ہیں ٭

امریکہ کے بہت سے رہنما پہلے پہلے یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ امریکہ انگریزی حکومت سے واسطہ توڑ لے۔ وُہ صرف یہ کہتے تھے کہ انگریز بادشاہ اور اُس کی حکومت ایسے قانون بنانا بند کر دے جن سے ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ ہر کام انگریزوں کے فائدے کے لئے کریں۔ خواہ ہمیں ایسا کرنا منظور ہو یا نہ ہو ٭

وُہ امریکہ سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اور اہلِ مُلک سے یہ پُوچھتے ہی نہ تھے۔ کہ ان ٹیکسوں کی آمدنی کہاں خرچ کی جائے۔ امریکہ کے لوگ اپنے مُلک میں جو چیزیں پیدا کرتے تھے۔ انگریز اُن کو لے جاتے تھے۔ اور پھر اُن کا مال تیار کر کے دُوسروں کے ہاتھ بلکہ پھر امریکیوں ہی کے ہاتھ بیچ دیتے تھے۔ امریکہ کے بہت سے رہنماؤں مثلاً جارج واشنگٹن۔ بنجمن فرینکلن۔ ٹامس جیفرسن جان ایڈمز اور جیمز میڈیسن نے بہتیری کوشش کی۔ کہ انگلستان نوآبادیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے



لیکن شاہِ انگلستان اور اُس کے مشیروں نے ایک نہ مانی۔ بلکہ امریکہ کو دبانے اور جھکانے کے لئے فوجیں بھیج دیں۔ آخر ۱۷۷۵ء میں میساچوسٹس کے شہر لیکسنگٹن میں انقلاب کی جنگ چھڑ گئی۔ اور جب وُہ ختم ہوئی۔ تو اہلِ امریکہ اپنے حکمران آپ بن گئے ٭

اس جنگ میں امریکی فوجوں کی کمان جارج واشنگٹن کے ہاتھ میں تھی۔ اِس لئے اُنہوں نے جارج واشنگٹن کو اپنی حکومت کا پہلا صدر چُن لیا۔ مُلک کا آئین لکھا گیا۔ صدر نے اس آئین کے ماتحت کام شروع کرنے میں مدد دی۔ یہ آئین اور قانون اُن لوگوں نے مِل جُل کر بنایا تھا۔ جو تیرہ ریاستوں کی طرف سے قوم کے نمائندے بنا کر بھیجے گئے تھے۔ یہ بات آج تک چلی آ رہی ہے کہ سارے مُلک کے لئے وُہی لوگ قانون بناتے ہیں۔ جن کو عام لوگ خود چُنتے ہیں۔ یہ لوگ شہر واشنگٹن میں اپنے اجلاس کرتے ہیں۔ جن کو امریکہ کے لوگ اپنی کانگرس کہتے ہیں ٭

ریاست ہائے متحدہ میں اب
کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔

Taj Tahir Foundation

زمانہ گذرتا چلا گیا۔ بہت سے مُلکوں کے لوگ امریکہ کو اپنا وطن بنانے لگے۔ اور یہ قوم مغرب کی طرف دُور دُور تک آگے بڑھتی چلی گئی ٭

نئی مشینوں کی ایجاد اور کاموں کے نئے طور طریقوں نے دُنیا بھر کے لوگوں کی زندگی کو بدلنا شروع کر دیا۔ کارخانے بننے لگے۔ اور اُن کے اِرد گرد بڑے بڑے شہر آباد ہونے لگے۔ کاشت کار لوگ اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے ضروری چیزیں پیدا کرنے کی غرض سے کھیتی باڑی پر پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگے ٭

بہت قدیم مصریوں کے زمانے میں بھی بعض آدمیوں نے دُوسروں سے زبردستی کام لینا شروع کر دیا تھا۔ یہ لوگ جو دُوسروں کے لئے کام کرتے تھے۔ اور اگر نہیں کرتے تھے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔ "غلام" کہلاتے تھے ٭

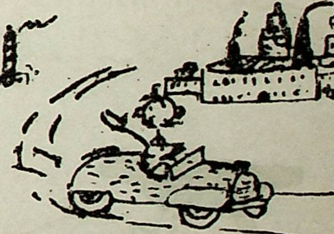

مشینوں نے ہماری ساری زندگی کا ڈھانچہ ہی بدل دیا

اب تک جتنی تہذیبوں کا حال ہم پڑھ چکے ہیں۔ اُن سب میں غلام ہُوا کرتے تھے۔ افریقہ۔ ایشیا۔ یُونان۔ روما اور یورپ کے سب لوگوں کے پاس غلام ہوتے تھے۔ شروع شروع میں امریکہ کی نوآبادیوں کے آباد کار بھی غلام رکھا کرتے تھے۔ پہلے پہلے تو اُنہوں نے انڈین لوگوں کو غلام بنانے کی کوشش کی۔ لیکن شمالی امریکہ میں یہ بات چل نہ سکی۔ پھر وُہ لوگ یورپ سے کچھ گورے غلاموں کو لائے۔ لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر آباد کار جہازوں پر سوار ہو کر افریقہ گئے۔



اور وہاں سے حبشی غلاموں کو پکڑ کر لے آئے۔ تاکہ وہ اس نئی مغربی زمین پر کام کریں۔ امریکہ کے جنوبی حصے میں ان غلاموں نے بڑا کام کیا۔ تمباکو اور کپاس کی بڑی بڑی فصلیں تیار ہوئیں۔ اور انگلستان بھیجی گئیں۔ ہزاروں حبشی غلام اپنی مرضی کے خلاف گایوں اور گھوڑوں کی طرح بیچے گئے۔ اور خریدے گئے ٭

انقلاب کی جنگ کے بعد امریکہ کی شمالی ریاستوں نے اپنے کارخانوں اور کھیتوں میں غلاموں سے کام لینا کم کر دیا۔ ریاستوں کے لوگ اپنے بڑے بڑے کھیتوں میں بڑی بڑی فصلیں اُگانے کے لئے برابر غلاموں سے کام لیتے رہے ٭

شمال کے لوگ تو غلاموں کو روز بروز آزاد کرنے لگے۔ لیکن جنوب کے لوگوں کو اندیشہ تھا کہ اگر ہم نے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ تو ہماری زندگی کا سارا ڈھانچہ خطرے میں پڑ جائے گا ٭

جھگڑے ہونے لگے۔ آخر جنوب کے اکثر لوگوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ وُہ اپنی حکومت آپ قائم کریں گے۔ ریاست ہائے متحدہ سے اپنا رشتہ توڑ لیں گے۔ اور ایک نیا مُلک کھڑا کر لیں گے۔ جس کا نام ہو گا "وفاقی ریاست ہائے امریکہ" ٭

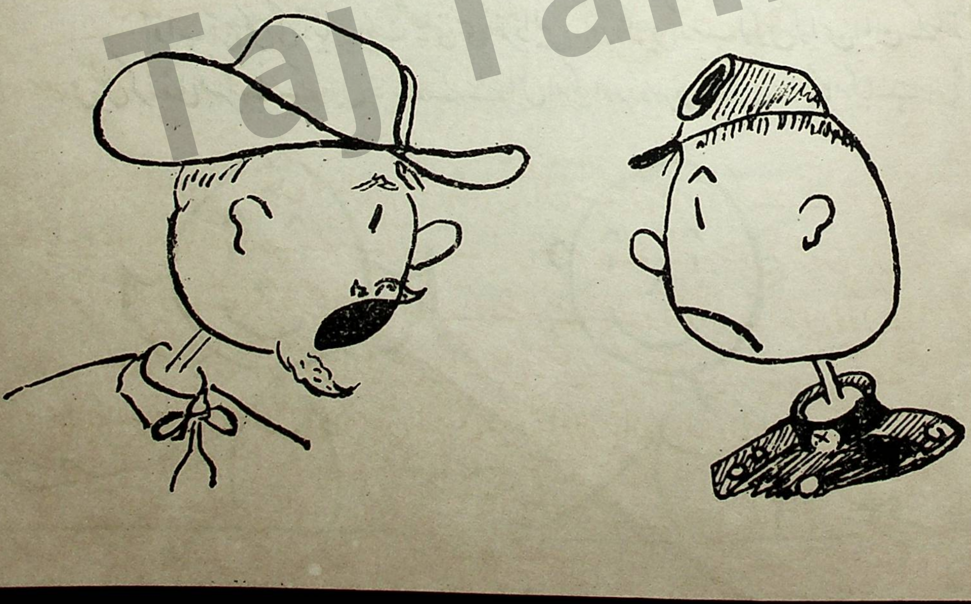

Taj Tahir Foundation

اب تک امریکہ میں جتنے بڑے بڑے انگریز رہنما پیدا ہوئے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑا اور دانا شخص وُہ تھا جو اُس زمانے میں امریکی حکومت کا صدر تھا۔ اُس کو یقین تھا۔ کہ اگر ہمارا مُلک دو حصّوں میں بٹ گیا۔ تو آگے چل کر ہم طرح طرح کی مصیبتوں میں پھنس جائیں گے۔ اُس صدر کا نام ابراہیم لنکن تھا۔ شمال اور جنُوب کے درمیان اس بات پر جو جنگ چھڑی اُسے "خانہ جنگی" کہتے ہیں۔

اس خوفناک جنگ میں دونوں طرف بڑے باہمت اور شاندار رہنما موجود تھے۔ ان میں سے ہر شخص یہی سمجھتا تھا۔ کہ میری ہی ٹولی حق پر ہے۔ جب یہ خانہ جنگی ختم ہوئی۔ اور اہلِ امریکہ ایک ہی حکومت کے ماتحت رہے۔ تو دونوں فریقوں کے لوگ پھر مل جُل کر بیٹھے۔ اور ایک بڑی قوم بننے کے لئے محنت کرنے لگے۔ دُنیا کے ہر حصّے سے لوگ آ آ کر امریکہ کے شہری بننے لگے۔ یہ لوگ اپنی مختلف رسمیں اور زندگی کے ڈھنگ اپنے ساتھ لائے۔ جو اُن کو پُرانی تہذیبوں سے ورثے میں ملے تھے۔ اب یہ سب لوگ مل جل کر کام کر رہے ہیں۔ تاکہ سب کے بھلے کے لئے سب کی خوبیوں کو کام میں لا سکیں۔

امریکی قوم نے اَور بھی کئی لڑائیاں لڑی ہیں۔ مثلاً انڈین لوگوں سے۔ اسپین والوں سے اور میکسیکو والوں سے۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ امریکہ کو یورپ اور ایشیا کی بعض قوموں سے بھی لڑنا پڑا۔

آؤ اب آج کل کی دُنیا پر ایک جھلتی سی نظر ڈالیں۔ اور دیکھیں کہ سب لوگوں کو امن امان کے ساتھ مل جُل کر زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کے لئے اہلِ امریکہ اور دُوسری قوموں نے جو کام کیا ہے۔ اس کا

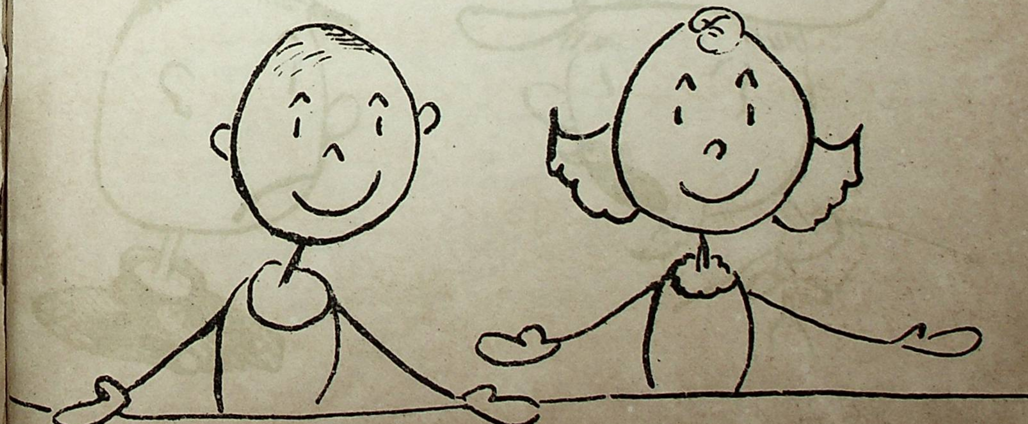

انجام کیا ہُوا ہے؟

جب اہلِ امریکہ پہلی دفعہ ایک قوم بنے تھے۔ اس وقت کے بعد یہ دُنیا بہت بدل گئی ہے۔ نئی دریافتیں ہوئیں۔ نئی ایجادیں کی گئیں۔ نئے انقلاب ہوئے۔ اور حکومت کے نئے نظام قائم ہو گئے۔ ان سب نے مل ملا کر دُنیا کی اڑھائی ارب آبادی کو ایسی جگہ لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ کہ سب کو ضرور آپس میں امن چین سے رہنا پڑے گا۔

یورپ کی بڑی قومیں سالہا سال تک نوآبادیوں کی سلطنتیں قائم کرتی رہیں۔ مگر انہیں آہستہ آہستہ ان نوآبادیوں کے رہنے والوں کو اپنے آپ پر خود حکومت کرنے کا حق دینا پڑا۔ اب سارا جنوبی اور مرکزی امریکہ جمہوریتوں میں بٹا ہُوا ہے۔ جن میں اپنی اپنی آزاد حکومتیں قائم ہیں۔

دُور مشرق کے مُلک اور قومیں اب اپنے اپنے لیڈروں کے ماتحت ہیں۔ اگرچہ کسی زمانے میں شارلیمن۔ چنگیز خان۔ نپولین اور ہٹلر جیسے آدمیوں نے ساری دُنیا پر حکومت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن رُومیوں کی سلطنت کے بعد کسی مُلک کو یہ موقع نہیں ملا۔ کہ سچ مُچ ساری دُنیا کا حکمران بن جائے۔ بعض مُلک بڑے مضبوط اور طاقت ور ہو گئے ہیں۔ مثلاً ریاست ہائے متحدہ اور سوویٹ رُوس جس کا علاقہ یورپ سے بحرالکاہل تک پھیلا ہُوا ہے۔

بعض وقت جب ہم سُنتے ہیں۔ کہ دُنیا برابر بدلتی جا رہی ہے۔ تو ہماری ہمت ٹُوٹ جاتی ہے اور ہم کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم کبھی مل جل کر امن چین سے بھی رہ سکیں گے یا نہیں۔

## لیکن

دو عالمگیر جنگوں کے بعد جن میں دُنیا کی قریب قریب تمام قومیں لڑ چکی ہیں۔ ایک عظیم الشان نئی کوشش

Taj Tahir Foundation

## آئندہ کیا ہوگا۔ یہ تم پر موقوف ہے !

کی جارہی ہے۔ کہ آئندہ کے لئے تمام جنگوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور سب مُلکوں کے لوگوں کی مدد کی جائے۔ تمام سُوجھ بوجھ والے سیانے اور شریف لوگوں کی اس اُمّید کا نام ہے۔

### اقوامِ متّحدہ

یہ ایک بُہت بڑی کانگرس یا پارلیمنٹ ہے۔ جس میں ساری دُنیا کے لئے قانون اور معاہدے بنائے جاسکتے ہیں۔ اس میں تمام قومیں مل کر یہ فیصلہ کر سکتی ہیں۔ کہ ہم کیونکر مل جُل کر رہیں گے۔ اور کیونکر ایک قوم دُوسری کے ساتھ عزّت، آبرو اور انصاف کا سلوک کرے گی ۔

یہ مجلس ہم کو موقع دیتی ہے۔ کہ ہم ایک دُوسرے سے مل کر کام کرنا اور ایک دُوسرے کو سمجھنا سیکھیں اور ساری دُنیا کے بھلے کے لئے اکٹھے ہو کر کام کریں۔ اس لئے ہر مُلک کے مردوں۔ عورتوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا فرض ہے کہ

**اقوامِ متحدہ کی کامیابی کے لئے کام کریں !**

اگر ہم میں سے ہر شخص ہر ممکن طریقے سے اپنا فرض ادا کرے۔ تو

## آئندہ تارِیخ

## مزے کی چیز ہو سکتی ہے !



# مؤسّسۂ فرینکلن کی چند مطبُوعات

مؤسّسۂ مطبُوعات فرینکلن غیر تجارتی ادارہ ہے۔ اس کا کام خود کتابیں چھاپنا اور فروخت کرنا نہیں۔ مگر یہ ادارہ اچھی انگریزی کتابوں کے اردو تراجم شائع کرنے میں پاکستانی ناشرین سے تعاون کرتا ہے۔ یہ اشتہار اور فروخت کا انتظام بھی صرف معاون ناشرین کی حوصلہ افزائی اور فائدے کے لیے ہے کیونکہ اس طرح شائقینِ کتب کو بہ سہولت ایک ہی مرکز سے ہمارے سب معاون ناشرین کی کتابیں مل جاتی ہیں۔ اس فروخت کی پوری آمدنی آخر کار ناشروں ہی کو منتقل کر دی جاتی ہے ۔

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| **مذہب** | | | |
| خدا ہمارے ساتھ ہے | اے کریسی مارلیسن | مولانا صلاح الدین احمد | ۳/۰۰ |
| اسلام —— صراطِ مستقیم | کینیتھ مورگن | غلام رسُول مہر | ۱۳/۵۰ |
| دنیائے اسلام | جیمز کرٹزک | سید ہاشمی فرید آبادی | ۱۵/۰۰ |
| جزیرہ اور اسلام | ڈینیئل سی ڈینیٹ | غلام رسُول مہر | ۱۰/۰۰ |
| اسلام اور قانون جنگ و صلح (طبع دوم) | مجید خدوری | غلام رسُول مہر | ۹/۰۰ |
| اسلامی مملکت و حکومت کے بنیادی اصول | محمد اسد | غلام رسُول مہر | ۸/۰۰ |
| انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم (جلد اوّل) | ولیم ایل لینگر | غلام رسُول مہر | ۱۴/۰۰ |

(نقوش پریس لاہور)



Taj Tahir Foundation

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم (جلد دوم) | ولیم ایل لینگر | غلام رسُول مہر | ۱۴٫۰۰ |
| " " " (جلد سوم) | " " " | " " " | ۱۷٫۰۰ |
| تاریخ شام | فلپ کے حِتّی | غلام رسُول مہر | ۲۴٫۰۰ |
| تاریخ لبنان | " " " | " " " | ۱۵٫۰۰ |
| سو تاریخی واقعات (طبع سوم، بالتصویر) | ولیم اے ڈیوٹ | " " " | ۷٫۰۰ |

## سوانح عمری

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| ایڈیسن (طبع دوم بالتصویر) | ہنری ٹامس | محمد سعید | ۳٫۵۰ |
| چند عظیم علمائے جراثیم (طبع دوم) | ڈاکٹر پال ڈی کرائف | پروفیسر عبدالحمید قریشی | ۱۰٫۰۰ |
| سلطان صلاح الدین ایوبی (طبع دوم) | ہیرلڈ لیم | یوسف عباسی | ۱۷٫۵۰ |
| سکندرِ اعظم | ہیرلڈ لیم | غلام رسُول مہر | ۱۰٫۵۰ |
| سلیمان عالیشان (طبع دوم) | ہیرلڈ لیم | اختر عزیز احمد | ۹٫۵۰ |
| عمر خیام | ہیرلڈ لیم | جمیل نقوی | ۱۰٫۰۰ |

## جغرافیہ اور سیاحت

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| پاکستان کی پہلی کتاب | جین بونتھویل | سید ہاشمی فرید آبادی | ۳٫۷۵ |
| عرب اور اہل عرب | رچرڈ ایچ سینگر | غلام رسُول مہر | ۵٫۰۰ |
| قطبی برفستان (طبع دوم، بالتصویر) | رسل اووین | مرتضیٰ احمد خاں میکش | ۴٫۵۰ |





| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|

## مرقّع اقوام عالم

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| مصر: سرزمین اور باشندے | ذکی نجیب محمود | سید ہاشمی فرید آبادی | ۴٫۰۰ |
| ترکی | سپنسر | مولانا غلام رسُول مہر | ۵٫۰۰ |
| جرمنی | وولریب | عبدالمجید قریشی | ۵٫۰۰ |
| چین | سپنسر | سید علی ناصر زیدی | ۴٫۰۰ |
| آسٹریلیا | بلنڈن | عبدالحمید قریشی | ۴٫۰۰ |
| بلجیم | لوڈر | مولانا غلام رسُول مہر | ۵٫۰۰ |
| انگلستان | سٹریٹ | سید علی ناصر زیدی | ۵٫۰۰ |
| فرانس | بریگڈن | عبدالحمید قریشی | ۵٫۰۰ |
| یونان | گیاناکوپس | " " " | ۶٫۰۰ |
| ہالینڈ | بارنو | صادق علی دلاوری | ۵٫۰۰ |

## اساتذہ کے لیے

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| خداداد ذہانت رکھنے والے بچے اور ان کی ابتدائی تعلیم | جیمز جے۔ گیلاگر | محمد ظہور الحق فاروقی | ۱٫۵۰ |
| زیرِ نگرانی مطالعہ اور گھر کا کام | روتھ سٹرنگ | سید سجاد ناظم زیدی | ۱٫۵۰ |
| معاشرتی علوم کی تدریس | جوناتھن سی میکلینڈن | انعام علی قریشی | ۱٫۵۰ |
| خوش خطی کی تدریس | فرینک ای۔ فری مین | محمد ظہور الحق فاروقی | ۱٫۵۰ |



Taj Tahir Foundation

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |

## سائنس

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| سائنس کے تجربات | جوزف لیمنگ | ڈاکٹر عبدالسلام خورشید | ۵/۰۰ |
| سائنس باتوں باتوں میں | کارلٹن جون لنڈ | علی ناصر زیدی | ۴/۰۰ |
| آواز کی کہانی (باتصویر) | جیمز جیرالٹن | مسعود احمد خاں | ۱/۲۵ |
| مشہور مہمات سائنس | ریمنڈ ہولڈن | محمد فاروق | ۶/۰۰ |
| سائنس کے ساتھ قدم بہ قدم | میرین بلیسر | علی ناصر زیدی | ۴/۵۰ |
| سائنس کی حیرت انگیز باتیں | جین شرمن | 〃 〃 | ۲/۵۰ |
| موسم کی کہانی (باتصویر) | آئیون اے ٹین ہل | بشیر احمد ساجد | ۶/۰۰ |
| موسم اور ہم | گلن او۔ بلو | علی ناصر زیدی | ۲/۵۰ |
| سائنس دان اور اس کے آلات | برنتھا مورس پارکر | مولانا صلاح الدین احمد | ۱/۵۰ |
| حیوانی زندگی کا ماضی و حال | چارلز آر۔ نائٹ | ڈاکٹر نذیر احمد | ۶/۰۰ |
| سائنس کے کھیل | کارلٹن جون لنڈ | علی ناصر زیدی | ۵/۵۰ |
| برقیات کے کرشمے | ایڈورڈ سٹوڈرڈ | 〃 〃 〃 | ۶/۷۵ |
| کیوں اور کس طرح؟ عام سوالوں کے سائنسی جوابات | ڈیم سی۔ ورگرا | علی ناصر زیدی | ۱۰/۰۰ |
| بچہ اور اس کی دیکھ بھال | ڈاکٹر بنجمن سپاک | ڈاکٹر محمد عبدالقوی لقمان | ۱۰/۰۰ |
| تمھارا جسم کیونکر کام کرتا ہے؟ | ہرمن و بینا شنائیڈر | خلیق ابراہیم خلیق | ۵/۰۰ |
| میرے اندر کیا ہے؟ | ہربرٹ ایس۔ زم | ڈاکٹر عبدالقوی لقمان | ۲/۰۰ |
| ایام حمل سے زچگی تک ماؤں کے لئے ہدایات | نکلس جے ایسٹمین ایم ڈی | مسز افتخار بانو پروفیسر عبدالواحد | ۶/۰۰ |





| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| جوہر کے کرشمے | گلن او۔ بلو | محمد سعید | ۴/۰۰ |
| طائر اور طیارے | جان لیولین | 〃 〃 | ۲/۵۰ |
| عجائبات کیمیا | ابراہیم فرمین | محمد فاروق | ۶/۰۰ |
| کیمیا کے رومان (طبع دوم) | کینیتھ گورڈن ارون | پروفیسر حمید عسکری | ۵/۰۰ |
| آسمان کی سیر | گلن او۔ بلو | محمد سعید | ۲/۵۰ |

## فنی معلومات

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| بجلی کی پہلی کتاب | سیم و بیرل ایپسٹین | سید علی ناصر زیدی | ۳/۰۰ |
| موٹروں کی پہلی کتاب | جین بنڈک | غلام رسول مہر | ۳/۰۰ |
| طیاروں کی پہلی کتاب | 〃 〃 | 〃 〃 〃 | ۳/۰۰ |
| ریڈیو اور ٹیلی ویژن | جیک گولڈ | مسٹر زید اے بخاری | ۶/۰۰ |

## معلومات عامہ کے کتابچے

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| دل کے امراض اور ان کی روک تھام | آلٹن ایل بلیکسلی | ڈاکٹر ایس اے حیدر | ۱/۵۰ |
| آپ کے بچے کی سلامتی | ہنری ایف۔ ڈیٹرش | سید وقار عظیم | ۱/۵۰ |
| بچوں کو کام کرنا سکھائیے | ارنسٹ اوسبورن | ظہور الحق فاروقی | ۱/۵۰ |
| جب کسی گھر کو سرطان کا سامنا ہو | ایلزبیتھ اوگ | ڈاکٹر عبدالقوی لقمان | ۱/۵۰ |
| حیاتین اور تندرستی | ولیم روبن | 〃 〃 〃 | ۱/۵۰ |



Taj Tahir Foundation

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| ذیابیطس کے نامعلوم مریض | گراف کانکلن | ڈاکٹر عبدالقوی لقمان | ۱/۵۰ |
| آپ کا دل اور اس کی دیکھ بھال | ہاورڈ بلیکسلی | ″ ″ ″ | ۱/۵۰ |
| پرمسرت ازدواجی زندگی | ڈیوڈ آر میس | لطف اللہ خان نظمی | ۱/۵۰ |
| اپنے معذور بچے کی مدد کیجیے۔ | سیموئل ایم وائی شک | محمد سعید | ۱/۵۰ |
| تین سال سے چھ سال کی عمر تک | جیمز ایل۔ ہائمیز جونیئر | سید ذوالفقار عظیم | ۱/۵۰ |
| بہتر انسانی تعلقات | لوسی فریمن | مظہر انصاری دہلوی | ۱/۵۰ |
| بچے کا احساسِ ذمہ داری | ایڈتھ جی نیسبر | ″ ″ | ۱/۵۰ |
| سرطان اور اس کا علاج | ڈاکٹر ڈیلس جانسن | ڈاکٹر محمد عبدالقوی لقمان | ۱/۵۰ |

## فلسفہ

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| داستانِ فلسفہ دو جلدوں میں (طبع دوم) | ول ڈیورنٹ | سید عابد علی عابد | ۱۹/۰۰ |
| ناقابل تسخیر ذہن انسانی (طبع دوم) | گلبرٹ ہائیٹ | محمد صفدر | ۳/۰۰ |
| آدمی کی انسانیت (طبع دوم) | رالف ہارٹن پیری | مولانا محمد بخش مسلم | ۷/۵۰ |

## انسانیات

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| قدیم علوم اور جدید تہذیب | جارج سارٹن | سید ہاشمی فرید آبادی | ۳/۵۰ |
| بنی آدم اعضائے یک دیگر اند | سٹوارٹ چیس | ہادی حسین | ۱۲/۰۰ |
| فنونِ لطیفہ اور انسان | اردن ایڈمن | سید عابد علی عابد | ۳/۷۵ |





| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |

## معاشیات

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| عظماء کے معاشی نظریات | جارج سول | ڈاکٹر ایس ایم اختر | ۵/۵۰ |
| آبادی کا مسئلہ (طبع دوم) | رابرٹ برٹین | شبلی ایم کام | ۴/۰۰ |

## فنونِ لطیفہ

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| شاہکار تصاویر | کیتھرین گبسن | سید امتیاز علی تاج | ۷/۵۰ |
| گھاس کی پتیاں | والٹ وٹمن | پروفیسر قیوم نظر | ۱۰/۰۰ |

## ناول، افسانے اور ڈرامے

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
| --- | --- | --- | --- |
| انسانی تماشا (طبع سوم) | ولیم سیرویَن | شفیق الرحمان | ۵/۰۰ |
| شہر پناہ | سٹین بک | ابن انشاء | ۳/۵۰ |
| بادبان | کینتھ رابرٹس | سید قاسم محمود | ۶/۰۰ |
| انجان راہی (طبع دوم) | جیک شیفر | شان الحق حقی | ۳/۵۰ |
| مفرور | جوزف ہیر | رئیس احمد جعفری | ۴/۰۰ |
| زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے (طبع دوم) | روز وائلڈر لین | ″ ″ ″ | ۳/۵۰ |
| بشر ہے کیا کہیے۔ | سنکلیئر لیویس | سید عابد علی عابد | ۶/۵۰ |
| امی میں تمہاری ہوں | ولیم سیرویَن | ن۔م۔ راشد | ۶/۰۰ |



Taj Tahir Foundation

| نام کتاب | تصنیف | ترجمہ | قیمت |
|---|---|---|---|
| چنگیز خاں کے سنہرے شاہین | مریٹا پرچی | اشفاق احمد | ۵٫۰۰ |

## بچوں کے لیے کتابیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| سورج کے ساتھ ساتھ (طبع دوم) | ہیرلڈ کورلینڈر | عشرت رحمانی | ۷٫۵۰ |
| بڑا ریچھ | لنڈ وارڈ | اشرف صبوحی دہلوی | ۳٫۵۰ |
| ناشکرا خرگوش | رابرٹ لاسن | 〃 〃 | ۳٫۵۰ |
| نٹ کھٹ ہاتھی بچہ | لیونارڈ ڈالس گارڈ | سیّدہ نسیم ہمدانی | ۱٫۷۵ |
| نیا گھر | ہرمن وینینا شنائیڈر | مولانا صلاح الدین احمد | ۲٫۵۰ |
| سارہ کی بہادری (باتصویر) | ایلس ڈیلگلیش | انتظار حسین | ۲٫۵۰ |
| بوڑھا بگولا (باتصویر) | الزبتھ کوٹس ورتھ | مولانا عبدالمجید سالک | ۲٫۵۰ |
| دنیا پر پہلی نظر (باتصویر) | جین بنڈک | سیدہ نسیم ہمدانی۔ | ۱٫۵۰ |
| آیئے دوست بن جایئے (باتصویر) | ولیم سی۔ مینجر | سید وقار عظیم | ۱٫۷۵ |
| بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا | ہرمن وینینا شنائیڈر | ابوالحسن نغمی | ۵٫۰۰ |
| اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے | ڈورتھی کرپکے | عبدالسلام خورشید | ۲٫۵۰ |
| خزانے کی تلاش (طبع دوم) | ولفرڈ بروسن | شبلی ایم۔ کام | ۳٫۰۰ |
| پولیانا | ایلینز ایچ۔ پورٹر | فہمیدہ نیاز احمد | ۶٫۰۰ |
| بھوبل داس | اشرف صدیقی | شاہد نیاز احمد | ۳٫۰۰ |
| تمھارا حیرت انگیز جسم | رابرٹ فالٹ | فہمیدہ نیاز احمد | ۲٫۰۰ |
| سو برس آدمی | نسن و ڈیوٹ | مولانا عبدالمجید سالک | ۳٫۰۰ |
| انوکھی باتیں | فرانسس کرسٹی | اشرف صبوحی دہلوی | ۵٫۰۰ |

## قرآنی سبق

اِس کتاب میں مولانا محمد جعفر صاحب پھلواروی رُکن ادارہ ثقافتِ اسلامیہ نے تلاش اور غور و خوض کے بعد قرآن مجید میں سے صرف ایسی باتیں چُن لی ہیں۔ جو بچّوں کی روزمرہ زندگی سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ ان باتوں پر بہت سلیس اور شگفتہ مضامین لکھ کر بچّوں کو سمجھایا ہے۔ کہ قرآن مجید کوئی جادو منتر کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بتایا ہے۔ کہ بنیادی اخلاق کی کن باتوں کا خیال رکھ کر وہ اپنی زندگی کو صحیح معنوں میں اسلامی بناسکتے اور خوبی و خوش اسلوبی سے بسر کرسکتے ہیں۔ اس کتاب میں مضامینِ قرآنی پر ایسی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ بچّے اسلامی اخلاق کی خوبیوں کے قائل ہو کر دِلی شوق سے اس پر عمل پیرا ہونگے۔ اور اس سلیس و شگفتہ تفسیر سے سبق سیکھ کر سچّے مسلمان اور پاکستان کے قابلِ قدر شہری بن سکیں گے۔ قیمت صرف دو روپے ؛

## شاہکار تصاویر

اردو میں آرٹ پر پہلی کتاب جس کی تصاویر امریکہ سے چھپوا کر منگوائی گئی ہیں۔ ہمارے ملک کے بچّے صرف اِس لئے حُسنِ تصویر کی فہم نہیں رکھتے کہ انہیں اعلےٰ تصاویر دیکھنی میسّر نہیں آتیں۔ ہمارے ہاں نہ آرٹ کی گیلریاں ہیں نہ کتابیں۔ اب اس کتاب میں سیّد امتیاز علی تاج نے مشرق و مغرب کے مشہور فنکاروں کی طرح طرح کی سیاہ و سفید اور رنگین تصاویر جمع کردی ہیں۔ ہر باب کے شروع میں اس باب کی تصویروں کے متعلق ایک دیباچہ لکھا ہے۔ اور ہر تصویر پر اس کی خوبی اور خصوصیت کے متعلق ایک آسان نوٹ درج کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے لڑکے اور لڑکیوں میں آرٹ کا صحیح ذوق پیدا ہوگا۔ جن میں فن کار بننے کی صلاحیت ہے وہ اعلےٰ درجے کے فن کار بن سکیں گے۔ جو یہ صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان میں تصویروں کا حُسن سمجھنے کی فہم پیدا ہوگی۔ بے حد خوبصورت۔ بے مثال اور تحفے میں دینے کے لئے لاجواب کتاب۔ قیمت سات روپے آٹھ آنے ؛

## فریٹ ورک؛

...س میں لکڑی۔ دھات اور ایبونائٹ کے باریک زیبائشی کٹاؤ کے کام کے متعلق اصولی اور عملی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ ان ہدایتوں پر ع... سیکھنے والا چار مہینے کی مشق کے بعد لکڑی کی ہر قسم کی کارآمد اور زیبائشی چیزیں مثلاً گلدان۔ قلمدان۔ بریکٹیں۔ ریکیں۔ صندوقچے۔ ریڈیو اور گرا... کیس۔ کتابوں کے فینسی سہارے۔ کیلنڈر۔ تصویروں کے چوکھٹے۔ آئینے۔ معمہ خیز تصویریں۔ سلہاوٹ نیز بچّوں کے لئے تفریحی۔ تاریخی اور تع... وغیرہ بناسکتا ہے۔ اور دھات اور ایبونائٹ میں ہر قسم کی پچے کاری کی زیبائشیں اور اسٹینسل وغیرہ کاٹ سکتا ہے۔ قیمت تین رُوپے ؛

تاریخ بھی مزے کی چیز ہے

قیمت دو روپے

ا... ملنے کا پتہ:- دارالاشاعت پنجاب ۔ ۷۔ ریلوے روڈ لاہور

ہوئے...


BRARY
9